

وہی الفاظ نقل کر دیئے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سنے تھے اس سے اشار ثانیہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ ان سورتوں کو اگر قرآن سے جدا جانتے تو فوراً کہہ دیتے، ان کی اس بارے میں خاموشی اس امر پر دال ہے کہ وہ ان کو قرآن پاک ہی سے سمجھتے تھے۔

۶۶۔ کتاب فضائل القرآن

کتاب قرآن کے فضائل کا بیان

(قرآن کے فضائل کا بیان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ باب كَيْفَ نَزَّلَ الْوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْمُهَيْمِنُ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”المہيمن“ امین کے معنی میں ہے۔ قرآن الامین القرآن امین علیٰ کُلِّ کِتَابٍ قَبْلَهُ۔ اپنے سے پہلے کی ہر آسمانی کتاب کا امانتدار اور نگہبان ہے۔

قرآن مجید کے ممکن امانتدار نگہبان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلی کتابوں توراۃ، زبور، انجیل میں جو کچھ ان کے ماننے والوں نے تحریف کر ڈالی ہے قرآن مجید اس تحریف کی نشاندہی کر کے اصل مضمون سے آگاہی بخشتا ہے۔ ایک مثال سے یہ بات سمجھ میں آجائے گی۔ توراۃ موجودہ کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ سفید اس لئے تھا کہ آپ کو ہاتھ میں برص کی بیماری لگ گئی تھی۔ یہ بیان بالکل غلط ہے قرآن مجید نے اس غلط بیانی کی تردید کر کے ”تخرج بیضاء من غیر سوء“ کے الفاظ مبارکہ میں حقیقت حال سے آگاہ کیا ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ کا ہاتھ بطور معجزہ سفید ہو جایا کرتا تھا۔ اس میں کوئی بیماری نہیں لگی تھی۔ توراۃ و زبور و انجیل کی ایسی بہت سی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن مجید مہيمن یعنی صحف سابقہ کی اصلیت کا بھی نگہبان ہے۔ وحی نازل ہونے کی تفصیلات پارہ اول میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۴۹۷۸، ۴۹۷۹۔ حَدَّثَنَا عُثَيْبُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا: لَبِثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنَزَّلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ. (راجع: ۴۴۶۴)

(۴۹۷۸-۴۹۷۹) ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے شیبان بن عبد الرحمن نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ مجھ کو حضرت عائشہ اور عبد اللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں دس سال رہے اور قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینہ میں بھی دس سال تک رہے اور آپ پر وہاں بھی قرآن نازل ہوتا رہا۔

قرآن پاک کا جو حصہ ہجرت سے پہلے نازل ہوا وہ مکی کہلاتا ہے اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوا وہ مدنی کہلاتا ہے، اس اصول کو یاد رکھنا ضروری ہے۔

(۴۹۸۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابو عثمان ممدی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بات کرنے لگے۔ اس وقت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں۔ آنحضرت نے ان سے پوچھا کہ جانتی ہو یہ کون ہیں؟ یا اسی طرح کے الفاظ آپ نے فرمائے۔ ام المؤمنین نے کہا کہ وحیۃ الکلبی ہیں۔ جب آپ کھڑے ہوئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا خدا کی قسم! اس وقت بھی میں انہیں وحیۃ الکلبی سمجھتی رہی۔ آخر جب میں نے نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ نے حضرت جبریل (علیہ السلام) کے آنے کی خبر سنائی تب مجھے حال معلوم ہوا یا اسی طرح کے الفاظ بیان کئے۔ معتمر نے بیان کیا کہ میرے والد (سلیمان) نے کہا، میں نے ابو عثمان ممدی سے کہا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے۔

۴۹۸۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: أَنْبَأْتُ أَنَّ جَبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَأُمِّ سَلَمَةَ: ((مَنْ هَذَا؟)) أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَتْ: هَذَا دَحِيَّةٌ. فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ يُخْبِرُ خَبَرَ جَبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَ أَبِي قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ مِنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. [راجع: ۳۶۳۳]

وحیۃ الکلبی ایک خوبصورت صحابی تھے حضرت جبریل علیہ السلام جب آدمی کی صورت میں آنحضرت ﷺ کے پاس آتے تو ان ہی کی صورت میں آیا کرتے تھے۔

(۴۹۸۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سعد مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد کیسان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے کہ (انہیں دیکھ کر) ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دو سرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔

۴۹۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [طرفه في: ۷۲۷۴].

تشیخ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں جس قسم کے معجزہ کی ضرورت تھی ایسا معجزہ پیغمبر کو دیا۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں علم سحر کا بہت رواج تھا ان کو ایسا معجزہ دیا کہ سارے جادوگر ہار مان گئے دم بخود رہ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا رواج تھا۔

ان کو ایسے معجزے دیئے کہ کسی طبیب کے باپ سے بھی ایسے علاج ممکن نہیں۔ ہمارے حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں فصاحت، بلاغت، شعر و شاعری کے دعاوی کا بڑا چرچہ تھا تو آپ کو قرآن مجید کا ایسا عظیم معجزہ عطا فرمایا کہ سارے زمانے کے فصیح و بلیغ لوگ اس کا لوہا مان گئے اور ایک چھوٹی سی سورت بھی قرآن کی طرح نہ بنا سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے تو جن لوگوں نے دیکھے تھے انہوں نے ہی دیکھے وہ ایمان لائے بعد والوں پر ان کا اثر نہیں رہا۔ گو ماں باپ اور اگلے بزرگوں کی تقلید سے کچھ لوگ ان کے طریق پر قائم رہیں مگر اپنے اپنے زمانہ میں وہ معجزوں کو ایک افسانہ سے زیادہ خیال نہیں کرتے اور میرا معجزہ قرآن ہمیشہ باقی ہے وہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں تازہ ہے اور جتنا اس میں غور کرتے جاؤ لطف زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اس کے نکات اور فوائد لامتناہی ہیں جو قیامت تک لوگ نکالتے رہیں گے۔ اس لحاظ سے میرے پیرو لوگ ہمیشہ قائم رہیں گے اور میرا معجزہ قرآن بھی ہمیشہ موجود رہے گا۔

(۴۹۸۲) ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے، ان سے صالح بن کیمان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر پے در پے وحی اتارتا رہا اور آپ کی وفات کے قریبی زمانہ میں تو بہت وحی اتری پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی۔

مطلب یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ نبوت میں تو سورہ اتر کر پھر ایک مدت تک وحی موقوف رہی اس کے بعد برابر پے در پے اترتی رہی پھر جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کی عمر کے آخری حصہ میں بہت قرآن اترا کیونکہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ بڑھ گیا۔ معاملات اور مقدمات نبوت ہونے لگے تو قرآن بھی زیادہ اترا۔

(۴۹۸۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، کہا کہ میں نے جناب بن عبد اللہ بنکی رحمہ اللہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بیمار پڑے اور ایک یا دو راتوں میں (تہجد کی نماز کے لئے) نہ اٹھ سکے تو ایک عورت (عرواء بنت رب ابو لہب کی جو رو) آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی والضحیٰ الخ قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے خفا ہوا ہے۔

باب قرآن مجید قریش اور عرب کے محاورہ میں نازل ہوا
(اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے) قرآنا عربیاً یعنی قرآن واضح عربی زبان

۴۹۸۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ الْوَحْيَ قَلِيلَ وَقَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ، ثُمَّ تَوَفَّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ.

۴۹۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ: اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ مَا أَرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ، مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾.

[راجع: ۱۱۲۴]

۲- باب نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ
﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ﴾

میں نازل ہوا ہے۔

(۳۹۸۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ عنہم کو حکم دیا کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھیں اور فرمایا کہ اگر قرآن کے کسی محاورے میں تمہارا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کے محاورہ کے مطابق لکھو، کیونکہ قرآن ان ہی کے محاورے پر نازل ہوا ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حدیث بالا میں لفظ واخبرنی انس بن مالک کی جگہ بعض نسخوں میں فاخبرنی ہے یہ حدیث مختصر ہے پوری حدیث آئندہ باب میں آئے گی اس واو عطف کا مطلب معلوم ہو جائے گا۔

(۳۹۸۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور (میرے والد) مسدد بن زید نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، کہا کہ مجھے صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے خبر دی کہ (میرے والد) یعلیٰ کہا کرتے تھے کہ کاش میں رسول کریم ﷺ کو اس وقت دیکھتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہو۔ چنانچہ جب آپ مقام جحرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے اوپر کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ موجود تھے کہ ایک شخص جو خوشبو میں بسا ہوا تھا، آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ جس نے خوشبو میں بسا ہوا ایک جبہ پہن کر احرام باندھا ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے آنحضرت نے دیکھا اور پھر آپ پر وحی آنا شروع ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت یعلیٰؓ کو اشارہ سے بلایا۔ یعلیٰ آئے اور اپنا سر (اس کپڑے کے جس سے آنحضرت کے لئے سایہ کیا گیا تھا) اندر کر لیا، آنحضرت کا چہرہ اس وقت سرخ ہو رہا تھا اور

۴۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَامَ عُثْمَانُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ يَنْسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ لَهُمْ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي غَرِيبَةٍ مِنَ غَرِيبَةِ الْقُرْآنِ، فَاتَّبِعُوا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوا. [راجع: ۳۵۰۶]

۴۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ ح. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى سَعِيدٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةٍ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ حِينَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أَظْلَ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِذَا جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّحٌ بِطِيبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جَبَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمِّحُ بِطِيبٍ، فَظَرَّ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً فَبَاءَهُ الْوَحْيُ، فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ، فَبَاءَهُ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ، فَإِذَا هُوَ مُحَمَّرٌ الْوَجْهَ وَيَغْطِي كَذَلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ: ((أَيْنَ الَّذِي

آپ تیزی سے سانس لے رہے تھے، تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی۔ پھر یہ کیفیت دور ہو گئی اور آپ نے دریافت فرمایا کہ جس نے ابھی مجھ سے عمرہ کے متعلق فتویٰ پوچھا تھا وہ کہاں ہے؟ اس شخص کو تلاش کر کے آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے ان سے فرمایا، جو خوشبو تمہارے بدن یا کپڑے پر لگی ہوئی ہے اس کو تین مرتبہ دھولو اور جبہ کو اتار دو پھر عمرہ میں بھی اسی طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔

اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اگلے باب کے متعلق ہے اور شاید کاتب نے غلطی سے یہاں اسے درج کر دیا ہے۔ بعضوں نے کہا اس باب میں یہ حدیث اس لئے لائے کہ حدیث بھی قرآن کی طرح وحی ہے اور وہ بھی قریش کے محاورے پر اتری ہے۔ یہ حدیث کتاب الحج میں بھی گزر چکی ہے۔ خوشبو کے بارے میں یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا ہے۔

باب قرآن مجید کے جمع کرنے کا بیان

(۴۹۸۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید بن سباق نے اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ یمامہ میں (صحابہ کی بہت بڑی تعداد کے) شہید ہو جانے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس ہی موجود تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت بڑی تعداد میں قرآن کے قاریوں کی شہادت ہو گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسی طرح کفار کے ساتھ دوسری جنگوں میں بھی قراء قرآن بڑی تعداد میں قتل ہو جائیں گے اور یوں قرآن کے جاننے والوں کی بہت بڑی تعداد ختم ہو جائے گی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کو (باقاعدہ کتابی شکل میں) جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ایک ایسا کام کس طرح کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی زندگی میں) نہیں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ اللہ کی قسم یہ تو ایک کار خیر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ بات مجھ سے بار بار کہتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں میرا بھی سینہ کھول دیا اور اب

يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ إِنْفًا؟ فَالْتِمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَّا الطَّيْبُ الَّذِي بَكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمَّا الْحَبَّةُ فَانْزِعْهَا، ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمُرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ)). [راجع: ۱۵۳۶]

شرح

۳- باب جمع القرآن

۴۹۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ سَبَاقٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحْرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرْآنِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ عُمَرُ: هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ لَا

تَنهَمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَتَتَّبِعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ. فَوَ اللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: هُوَ وَاللَّهُ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلذِّی شَرَحَ لَهُ صَدْرُ أَبِي بَكْرٍ وَعَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. فَتَتَّبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسْبِ وَالْبَلْخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ حَتَّى خَاتَمَهُ بَرَاءَةً، فَكَانَتْ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتِهِ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

[راجع: ۲۸۰۷]

میری بھی وہی رائے ہو گئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ (زید رضی اللہ عنہ) جو ان اور عقلمند ہیں، آپ کو معاملہ میں قسم بھی نہیں کیا جاسکتا اور آپ رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھتے بھی تھے، اس لئے آپ قرآن مجید کو پوری تلاش اور محنت کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیں۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے کسی پہاڑ کو بھی اس کی جگہ سے دوسری جگہ ہٹانے کے لئے کہتے تو میرے لئے یہ کام اتنا مشکل نہیں تھا جتنا کہ ان کا یہ حکم کہ میں قرآن مجید کو جمع کر دوں۔ میں نے اس پر کہا کہ آپ لوگ ایک ایسے کام کو کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود نہیں کیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم، یہ ایک عمل خیر ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ جملہ برابر دہراتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی ان کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرح سینہ کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید (جو مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا) کی تلاش شروع کر دی اور قرآن مجید کو کھجور کی چھلی ہوئی شاخوں، پتے پتھروں سے، (جن پر قرآن مجید لکھا گیا تھا) اور لوگوں کے سینوں کی مدد سے جمع کرنے لگا۔ سورہ توبہ کی آخری آیتیں مجھے ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملیں، یہ چند آیات مکتوب شکل میں ان کے سوا اور کسی کے پاس نہیں تھیں ”لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم“ سے سورہ براءۃ (توبہ) کے خاتمہ تک۔ جمع کے بعد قرآن مجید کے یہ صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھے۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب تک وہ زندہ رہے اپنے ساتھ رکھا پھر وہ ام المؤمنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہے۔

تشیخ قرآن آنحضرت کے عہد میں متفرق الگ الگ صحیفوں، ورقوں، ہڈیوں پر لکھا ہوا تھا۔ مگر سارا قرآن ایک ایک جگہ ایک صحیفہ میں نہیں جمع ہوا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک جگہ جمع کیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس کی نقلیں مرتب ہو کر تمام ملکوں میں بھیجی گئیں۔ غرض یہ قرآن سارے کا سارا لکھا ہوا آنحضرت کے عہد میں بھی موجود تھا۔ مگر متفرق الگ الگ کسی کے پاس ایک ٹکڑا کسی کے پاس دوسرا ٹکڑا اور سورتوں میں بھی کوئی ترتیب نہ تھی۔ یہ ترتیب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کی گئی۔ اس روایت سے یہ بھی نکلا کہ صحابہ بدعت سے سخت پرہیز کرتے تھے اور جو کام آنحضرت کے زمانہ میں نہ ہوا اسے معیوب جانا کرتے

تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ نے جو کام کیا کہ سارے قرآن کو ایک جگہ مرتب کر دیا ایسا ہونا ضروری تھا۔ ورنہ پہلی کتابوں کی طرح قرآن میں بھی شدید اختلافات پیدا ہو جاتے۔ بدعت وہ کام ہے جس کا ثبوت قرون ثلاثہ سے نہ ہو جیسا آج کل لوگ تیجہ، فاتحہ، چلم کرتے ہیں۔ قبروں پر میلے لگاتے، عرس کرتے، نذریں چڑھاتے ہیں۔ یہ جملہ امور بدعت سینہ میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بدعت سے بچا کر راہ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جمع قرآن شریف سے متعلق مفصل مقالہ اس پارہ کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

۹۸۷ء - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيهِمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ، وَكَانَ يُغَارِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةَ وَأَذْرِيَجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَافْتَزَعَ حُذَيْفَةُ اخْتِلَافَهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى: فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنَّ أَرْسَلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسُخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكَ. فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ، فَأَمَرَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَتَسَخَّوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرُّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ : إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاصْنَعُوا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أَقْفٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا، وَأَمَرَ

(۳۹۸۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد عوفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ ارمینیہ اور آذر بیجان کی فتح کے سلسلہ میں شام کے غازیوں کے لئے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے، تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی قرأت کے اختلاف کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ یہ امت (مسلمہ) بھی یہودیوں اور نصاریوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے، آپ اس کی خبر لیجئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہؓ کے یہاں کھلایا کہ صحیفے (جنہیں زید رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے جمع کیا تھا اور جن پر مکمل قرآن مجید لکھا ہوا تھا) ہمیں دے دیں تاکہ ہم انہیں معھفوں میں (کتابی شکل میں) نقل کروالیں۔ پھر اصل ہم آپ کو لوٹا دیں گے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے اور آپ نے زید بن ثابتؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، سعد بن العاصؓ، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان صحیفوں کو معھفوں میں نقل کر لیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کے تین قریشی صحابیوں سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کا قرآن مجید کے کسی لفظ کے سلسلہ میں حضرت زیدؓ سے اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان کے مطابق لکھ لیں کیونکہ قرآن مجید بھی قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جب تمام صحیفے مختلف نسخوں میں نقل کر لئے

گئے تو حضرت عثمانؓ نے ان صحیفوں کو واپس لوٹا دیا اور اپنی سلطنت کے ہر علاقہ میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھجوا دیا اور حکم دیا کہ اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہے خواہ وہ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو تو اسے جلادیا جائے۔

(۳۹۸۸) ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے خارجہ بن زید بن ثابتؓ نے خبر دی، انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم (عثمانؓ کے زمانہ میں) مصحف کی صورت میں قرآن مجید کو نقل کر رہے تھے، تو مجھے سورہ احزاب کی ایک آیت نہیں ملی، حالانکہ میں اس آیت کو بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا اور آپ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے، پھر ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس ملی۔ وہ آیت یہ تھی۔ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ۔ چنانچہ ہم نے اس آیت کو سورہ احزاب میں لگا دیا۔

بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ. [راجع: ۳۵۰۶]

۴۹۸۸- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ: «مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ» فَالْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

[راجع: ۲۸۰۵]

یعنی اپنے ٹھکانے پر تو صرف سورتوں کی ترتیب اور وجہ قرأت وغیرہ میں حضرت عثمانؓ نے تصرف کیا۔ آنحضرتؐ کے عہد میں یہ ترتیب سورتوں کی نہ تھی اور اسی لئے نمازی کو جائز ہے کہ جس سورت کو چاہے پہلے پڑھے جسے چاہے بعد میں پڑھے ان میں ترتیب کا خیال رکھنا کچھ فرض نہیں ہے۔ ہاں اس قدر مناسب ہے کہ پہلی رکعت میں زیادہ آیات پڑھی جائیں دوسری میں کم آیات والی سورت پڑھی جائے۔

تشیع حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن پاک کی بہت سی نقلیں تیار کرائیں اور پوری جانچ پڑتال کے بعد ان کو اطراف مملکت اسلامیہ میں بایں طور تقسیم کرا دیا کہ ایک نسخہ کوفہ میں، ایک بصرے میں، ایک شام میں اور ایک مدینہ میں اپنے پاس رہنے یا۔ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ سات مصحف تیار کرائے اور مکہ اور شام اور یمن اور بحرین اور بصرہ اور کوفہ کو ایک ایک بھیجا اور یک مدینہ میں رکھا۔ یہ جلانا عین مناسب اور متفقہ مصلحت تھا۔ یہ حکم حضرت عثمانؓ نے سب صحابہؓ کے سامنے دیا۔ انہوں نے اس پر انکار نہیں کیا۔ بعضوں نے کہا حضرت عثمانؓ نے ان کو جمع کرایا پھر جلوا دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی لگتا ہے کہ جن کانڈوں میں خدا کے نام ہوں ان کو جلاؤ النادرست ہے۔ اب جو مصحف حضرت حفصہؓ کے پاس تھا وہ زندگی بھر انہیں کے پاس رہا۔ مروان نے مانگا تو بھی انہوں نے نہیں دیا، ان کی وفات کے بعد مروان نے عبداللہ بن عمرؓ سے وہ مستعار منگوا لیا اور جلوا ڈالا اب کسی کے پاس کوئی مصحف نہ رہا۔ البتہ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنا نسخہ حضرت عثمانؓ کے مانگنے پر بھی نہیں دیا تھا۔ لیکن عبداللہ بن مسعودؓ کی وفات کے بعد معلوم نہیں وہ مصحف کہاں گیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت علیؓ نے بھی ایک مصحف بہ ترتیب نزول تیار کیا تھا لیکن اس کا بھی پتہ نہیں چلتا اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا، یہی مصحف عثمانی دنیا میں باقی رہ گیا۔ موافق مخالف ہر ملک اور ہر فرقہ میں جہاں دیکھو وہاں یہی مصحف ہے (وحیدی)

باب نبی کریم ﷺ کے کاتب کا بیان

(۳۹۸۹) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید ابن سباق نے بیان کیا اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے بلایا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے قرآن لکھتے تھے۔ اس لئے اب بھی قرآن (جمع کرنے کے لئے) تم ہی تلاش کرو۔ میں نے تلاش کی اور سورہ توبہ کی آخری دو آیتیں مجھے حضرت خزیمہ انصاریؓ کے پاس لکھی ہوئی ملیں، ان کے سوا اور کس یہ دو آیتیں نہیں مل رہی تھیں۔ وہ آیتیں یہ تھیں۔ لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم آخر تک۔

(۳۹۹۰) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ”لا يستوى القاعدون من المؤمنين والمجاهدون“ فی سبیل اللہ ”نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بلاؤ اور ان سے کہو کہ سختی، دوات اور مونڈھے کی ہڈی (لکھنے کا سامان) لے کر آئیں، یا راوی نے اس کی بجائے ہڈی اور دوات (کہا) پھر (جب وہ آگئے تو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھو ”لا يستوى القاعدون“ حضور اکرمؐ کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم بیٹھے ہوئے تھے جو نابینا تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ کا میرے بارے میں کیا حکم ہے۔ میں تو نابینا ہوں (جہاد میں نہیں جاسکتا اب مجھ کو بھی مجاہدین کا درجہ ملے گا یا نہیں) اس وقت یہ آیت یوں اتری۔ لا يستوى القاعدون من المؤمنين والمجاهدون فی سبیل اللہ غیر اولی الضرر نازل ہوئی۔

باب قرآن مجید سات قرأتوں سے نازل ہوا ہے

(۳۹۹۱) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن

۴ - باب کاتبِ النبی ﷺ

۴۹۸۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ : إِذْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ : أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ. فَتَبَّعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ إِلَى آخِرِهِ. [راجع: ۲۸۰۷]

۴۹۹۰ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اذْغُلِي زَيْدًا وَلَيَجِيءَ بِاللُّوْحِ وَالذَّوَاةِ، وَالْكَتِفِ أَوْ الْكَتِفِ وَالذَّوَاةِ، ثُمَّ قَالَ : اكْتُبِ)) ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ﴾، وَخَلْفَ طَهَرِ النَّبِيِّ ﷺ عَمَرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنِي؟ فَإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرٌ أَبْصَرُ فَزَلْتُ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾. [راجع: ۲۸۳۱]

۵ - باب أنزل القرآن على سبعة أحرف

۴۹۹۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ :

سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ کو (پہلے) عرب کے ایک ہی محاورے پر قرآن پڑھایا۔ میں نے ان سے کہا (اس میں بہت سختی ہو گی) میں برابر ان سے کتا رہا کہ اور محاوروں میں بھی پڑھنے کی اجازت دو۔ یہاں تک کہ سات محاوروں کی اجازت ملی۔

(۴۹۹۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عروہ بن زہیر نے بیان کیا، ان سے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں میں نے ہشام بن حکیم کو سورۃ فرقان نماز میں پڑھتے سنا، میں نے ان کی قرأت کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت میں ایسے حروف پڑھ رہے ہیں کہ مجھے اس طرح آنحضرتؐ نے نہیں پڑھایا تھا، قریب تھا کہ میں ان کا سر نماز ہی میں پکڑ لیتا لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کی گردن باندھ کر پوچھا یہ سورت جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے، تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے، میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود حضور اکرمؐ نے مجھے اس سے مختلف دوسرے حرفوں سے پڑھائی جس طرح تم پڑھ رہے تھے۔ آخر میں انہیں کھینچتا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس شخص سے سورۃ فرقان ایسے حرفوں میں پڑھتے سنی جن کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی ہے۔ آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تم پہلے انہیں جھوڑو اور اے ہشام! تم پڑھ کے سناؤ۔ انہوں نے آنحضرتؐ کے سامنے بھی ان ہی حرفوں میں پڑھا جن میں میں نے انہیں نماز میں پڑھتے سنا تھا۔ آنحضرتؐ نے سن کر فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر

حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((أَلْفَرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَأَجَعْتُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ)). [راجع: ۳۲۱۹]

۴۹۹۲ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمَسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعِنْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمَعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ : سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَائَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقَرِّنْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَكِدْتُ أَتَأَوَّرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلِمَ، فَلَبَّيْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ. فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ انِي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تَقْرَأْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صلي الله عليه وسلم ((أُرْسِلُهُ، أَفْرَأَ يَا هِشَامُ)). فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَلِكَ

فرمایا عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ میں نے اس طرح پڑھا جس طرح آنحضرتؐ نے مجھے تعلیم دی تھی۔ آنحضرتؐ نے اسے بھی سن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔

سات طریقوں یا سات حرفوں سے سات قرأت مراد ہیں۔ جیسے مالک یوم الدین میں ملک یوم الدین اور ملاک یوم الدین مختلف قرأتیں ہیں ان سے معانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لئے ان ساتوں قرأتوں پر قرأت قرآن کریم جائز ہے۔ ہاں مشہور عام قرأت وہ ہیں جن میں موجودہ قرآن مجید مصحف عثمانی کی شکل میں موجود ہے۔

باب قرآن مجید یا آیتوں کی ترتیب کا بیان

۶- باب تألیف القرآن :

”لفظ تألیف سے ترتیب مراد ہے۔“

(۴۹۹۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے کیسان نے کہا کہ مجھے یوسف بن ماکہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ کفن کیسا ہونا چاہئے؟ ام المؤمنین نے کہا افسوس اس سے مطلب! کسی طرح کا بھی کفن ہو تجھے کیا نقصان ہو گا۔ پھر اس شخص نے کہا ام المؤمنین مجھے اپنے مصحف دکھا دیجئے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ (کیا ضرورت ہے) اس نے کہا تاکہ میں بھی قرآن مجید اس ترتیب کے مطابق پڑھوں کیونکہ لوگ بغیر ترتیب کے پڑھتے ہیں، انہوں نے کہا پھر اس میں کیا قباحت ہے جو نئی سورت تو چاہے پہلے پڑھ لے (جون سی سورت چاہے بعد میں پڑھ لے اگر اترنے کی ترتیب دیکھتا ہے) تو پہلے مفصل کی ایک سورت، اتری (اقرأ باسم ربک) جس میں جنت دوزخ کا ذکر ہے۔ جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف رجوع ہو گیا (اعتقاد پختہ ہو گئے) اس کے بعد حلال و حرام کے احکام اترے، اگر کہیں شروع ہی میں یہ اترتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر شروع ہی میں یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے ہم تو زنا نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بجائے مکہ میں محمد ﷺ پر اس وقت جب میں بچی تھی اور کھیلا کرتی

أُنزِلَتْ)). ثُمَّ قَالَ: ((اقرأ یا غمرو))، فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَلِكَ أُنزِلَتْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنزِلَ عَلَى سِنَةِ أَحْزَفٍ، فَاقْرَؤُوا مَا تَسْرُونَهُ)). [راجع: ۲۴۱۹]

۴۹۹۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَنْ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ وَأَخْبَرَنِي يُسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذْ جَاءَهَا أَغْرَابِيٌّ، فَقَالَ: أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ؟ قَالَتْ: وَيَحَكَ وَمَا يَصْرُكَ، قَالَ: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَبِيْ مُصْحَفَكَ، قَالَتْ: لِمَ؟ قَالَ: لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يَقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ: وَمَا يَصْرُكَ آيَةُ قَرَأْتَ قَبْلَ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةُ مِنَ الْمُفْصَلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا: لَا نَذْغُ الْخَمْرَ أَبَدًا، وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَذْغُ الزَّانَا أَبَدًا، لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ وَإِنِّي لَنَجَارِيَةُ أَلْعَبُ: ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْيُ وَأَمْرُهُ﴾. وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ

تھی یہ آیت نازل ہوئی ”بل الساعة موعدهم والساعة ادھى وامر“ لیکن سورہ بقرہ اور سورہ نساء اس وقت نازل ہوئی جب میں (مدینہ میں) حضور اکرم ﷺ کے پاس تھی۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے اس عراقی کے لئے اپنا مصحف نکالا اور ہر سورت کی آیات کی تفصیل لکھوائی۔

الْبَقَرَةُ وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ. قَالَ: فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ، فَأَمَلْتُ عَلَيْهِ آيَ السُّورَةِ. [راجع: ۴۸۷۶]

کہ اس سورت میں اتنی آیات ہیں اور اس میں اتنی ہیں۔

(۴۹۹۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے عبد الرحمن بن امیہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا سورہ بنی اسرائیل، سورہ کف، سورہ مریم، سورہ طہ اور سورہ انبیاء کے متعلق بتلایا کہ یہ پانچوں سورتیں اول درجہ کی فصیح سورتیں ہیں اور میری یاد کی ہوئی ہیں۔

۴۹۹۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطه وَالْأَنْبِيَاءِ: إِنَّهُمْ مِنَ الْعَتَاقِ الْأَوَّلِ، وَهُمْ مِنْ تِلَادِي. [راجع: ۴۷۰۸]

یعنی یہ سورتیں نزول میں مقدم تھیں لیکن مصحف عثمانی میں سورتوں کی ترتیب نزول کے موافق نہیں ہے بلکہ بڑی سورتوں کو پہلے رکھا ہے اس کے بعد چھوٹی سورتوں کو اور یہ ترتیب بھی اکثر آنحضرت ﷺ کی قرأت سے نکالی گئی ہے۔ کہیں کہیں اپنی رائے سے بھی مثلاً حدیث میں آپ نے فرمایا سورہ بقرہ اور آل عمران تو سورہ بقرہ کو سورہ آل عمران پر مقدم کیا۔ اسی طرح مصحف میں بھی سورہ بقرہ پہلے رکھی گئی بہر حال موجودہ مصحف شریف عین فحشاء الہی کے مطابق مرتب شدہ ہے لاشک فیہ۔

(۴۹۹۵) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو اسحاق نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سورت ”سبح اسم ربک“ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ آنے سے پہلے ہی سیکھ لی تھی۔

۴۹۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنبَانَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَعَلَّمْتُ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ﴾ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ ﷺ.

(۴۹۹۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ (محمد بن میمون) نے، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان جڑواں سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی کریم ﷺ ہر رکعت میں دو دو پڑھتے تھے پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مجلس سے کھڑے ہو گئے (اور اپنے گھر) چلے گئے۔ علقمہ بھی آپ کے ساتھ اندر گئے۔ جب حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ہم نے ان سے انہیں سورتوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ شروع مفصل کی ہیں

۴۹۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَدْ تَعَلَّمْتُ النُّظَايِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُهَا اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلَقَمَةُ، وَخَرَجَ عَلَقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: عِشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفْصَلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ

آخِرُهُنَّ الْخَوَامِيمُ، ﴿حَمَّ الدَّخَانِ﴾ سورتیں ہیں، ان کی آخری سورتیں وہ ہیں جن کی اول میں حم ہے۔ حم و ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾، [راجع: ۷۷۵]

ابو ذر کی روایت میں یوں ہے۔ حم کی سورتوں سے میں حم دخان اور عم يتساءلون۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے ان میں پہلی سورت سورہ رحمان ہے اور آخر کی دخان۔ اس روایت سے یہ نکلا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف عثمانی ترتیب پر نہ تھا نہ نزول کی ترتیب پر کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مصحف بہ ترتیب نزول تھا۔ شروع میں سورہ اقرأ پھر سورہ مدثر، پھر سورہ قلم اور اسی طرح پہلے سب کی سورتیں تھیں۔ پھر مدنی سورتیں اور مصحف عثمانی کی ترتیب صحابہ کی رائے اور اجتہاد سے ہوئی تھی۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے یعنی سورتوں کی ترتیب لیکن آیتوں کی ترتیب بافتاق علماء توقیفی ہے یعنی پہلی لکھی ہوئی حضرت جبریل آنحضرت رضی اللہ عنہ سے کہہ دیتے تھے اس آیت کو وہاں رکھو اور اس آیت کو وہاں تو آیتوں میں تقدیم تاخیر کسی طرح جائز نہیں اور اسی مضمون کی ایک حدیث ہے جس کو حاکم اور بیہقی نے نکالا۔ حاکم نے کہا وہ صحیح ہے۔ بخاری نے علامات النبوة میں وصل کیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

على تاليف ابن مسعود فيه دلالة على ان تاليف ابن مسعود على غير التاليف العثماني وكان اوله الفاتحة ثم البقرة ثم النساء ثم آل عمران ولم يكن على ترتيب النزول ويقال ان مصحف علي كان على ترتيب النزول اوله اقرأ ثم المائدة ثم النون والقلم ثم المزمّل ثم تبت ثم التکویر ثم سبح اسم وهكذا الى آخر المکی ثم المدنی واللہ اعلم (فتح الباری) یعنی لفظ علی تالیف ابن مسعود میں دلیل ہے کہ حضرت ابن مسعود کا تالیف کردہ قرآن شریف مصحف عثمانی سے غیر تھا اس میں اول سورہ فاتحہ پھر سورہ بقرہ پھر سورہ نساء پھر سورہ آل عمران درج تھیں اور ترتیب نزول کے موافق نہ تھا ہاں کہا جاتا ہے کہ مصحف علی ترتیب نزول پر تھا۔ وہ سورہ اقرأ سے شروع ہوتا تھا۔ پھر سورہ مدثر پھر سورہ نون پھر سورہ مزل پھر سورہ تبت پھر سورہ نکویر پھر سورہ سج اسم پھر اس طرح پہلے کی سورتیں پھر مدنی سورتیں اس میں درج تھیں۔ بہر حال جو ہوا مثلاً الہی کے تحت ہوا کہ آج دنیائے اسلام میں مصحف عثمانی متداول ہے اور دیگر مصاحف کو قدرت نے خود گم کر دیا تاکہ نفس قرآن پر امت میں اختلاف پیدا نہ ہو سکے۔ بحول اللہ ایسا ہی ہوا اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ ولو کرہ الکافرون۔

باب

۷- باب

حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ اور مسروق نے کہا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے چپکے سے فرمایا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا دورہ کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دورہ کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔

(۴۹۹۷) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خیر خیرات کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی

كَانَ جِبْرِيلُ يُغْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ : أَسْرَأَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ جِبْرِيلَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ، وَأَنَّهُ عَارِضُنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أَرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجْلِي.

۴۹۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُيَيْنَةَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ

سقاوت کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی کیونکہ رمضان کے مہینوں میں حضرت جبریلؑ آپ سے آکر ہر رات ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا وہ ان راتوں میں آنحضرتؐ کے ساتھ قرآن مجید کا دورہ کیا کرتے تھے۔ جب حضرت جبریلؑ آپ سے ملتے تو اس زمانہ میں آنحضرتؐ تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سختی ہو جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

سقاوت سے مالی جانی جسمانی و روحانی ہر قسم کی سقاوتیں مراد ہیں اور آنحضرتؐ ان جملہ اقسام سقاوت کے جامع تھے ج

تشیخ

کشف الدجی بیجمانہ
صلوا علیہ و آلہ

(۳۹۹۸) ہم سے خالد بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دورہ کیا کرتے تھے لیکن جس سال آنحضرتؐ کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ دو مرتبہ دورہ کیا۔ آنحضرتؐ ہر سال دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

باب نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں قرآن کے قاری (حافظ)

کون کون تھے؟

(۳۹۹۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے مسروق نے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے عبد اللہ بن مسعودؓ کا ذکر کیا اور کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت ہمرے دل میں گھر کر گئی ہے جب سے میں نے آنحضرتؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قرآن مجید کو چار اصحاب سے حاصل کرو جو عبد اللہ بن مسعودؓ، سالمؓ، معاذؓ اور ابی بن کعبؓ ہیں۔

ان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود اور سالم تو مہاجرین میں سے ہیں اور معاذؓ اور ابی بن کعبؓ انصار میں سے ہیں۔ قرآن پاک کے

بِالْخَيْرِ، وَأَجُودُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، لَأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَغْرَضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهِ جِبْرِيلُ كَانَ أَجُودَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. [راجع: ۶]

بلغ العلی بکمالہ
حسن جمع خصالہ

۴۹۹۸ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ جِبْرِيلُ يَغْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ وَكَانَ يَغْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا، فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ.

[راجع: ۲۰۴۴]

۸- باب الْفُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

ﷺ

۴۹۹۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: لَا أَزَالُ أَجِبُهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذٍ وَأَبِي بَنِي كَعْبٍ)). [راجع: ۳۷۵۸]

بڑے عالم اور یاد کرنے والے یہی صحابی تھے۔ ہر چند اور بھی صحابہ قرآن کے قاری ہیں مگر ان چار کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔

(۵۰۰۰) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نے کچھ اوپر ستر سورتیں خود رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ کی قسم حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تاکہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس بات کی تردید نہیں سنی۔

تشریح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ اپنا واقعی حال بیان فرمایا گو اس میں فضیلت نکلی ان کی نیت غرور اور تکبر کی نہ تھی ہاں فخر غرور سے ایسا کتنا منع ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ شقیق کا قول محل غور ہے کیونکہ ابن ابی داؤد نے زہری سے نکالا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو مجاہد نے پسند نہیں کیا (وحیدی) سچ ہے۔ و فوق کل ذی علم علیم۔

(۵۰۰۱) مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ ہم حمص میں تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف پڑھی تو ایک شخص بولا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تھی اور آپ نے میری قرأت کی تحسین فرمائی تھی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اس معترض کے منہ سے شراب کی بد بو آ رہی ہے فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے متعلق جھوٹا بیان اور شراب پینا جیسے گناہ ایک ساتھ کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اس پر حد جاری کرادی۔

تشریح یعنی وہاں کے حاکم سے کہلا بھیجا اس نے حد لگائی کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حمص کی حکومت نہیں ملی تھی البتہ کوفہ کے حاکم وہ ایک عرصہ تک رہے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہی ہے کہ کسی شخص کے منہ سے شراب کی بد بو آئے تو اسے حد لگا سکتے ہیں۔

(۵۰۰۲) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا

۵۰۰۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: خَطَبَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَضْعًا وَسَنَعَيْنِ سُورَةً، وَاللَّهُ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ. قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحَلْقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَأْدًا يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ.

۵۰۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا بِحَمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هَكَذَا أَنْزَلْتَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَحْسَنْتَ)). وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ، فَقَالَ: ((أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ)). فَضَرَبَهُ الْحَدُّ.

۵۰۰۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ

اس اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی ہے اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچا سکتے ہیں (یعنی ان کا گھر بہت دور ہے) تب بھی میں سفر کر کے اس کے پاس جا کر اس سے اس علم کو حاصل کروں گا۔

عَنْهُ وَاللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، هَا أَنْزَلْتُ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أَنْزَلْتُ، وَلَا أَنْزَلْتُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَنْ أَنْزَلْتُ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.

علمائے اسلام نے تحصیل علم کے لئے ایسے ایسے پر مشقت سفر کئے ہیں جن کی تفصیلات سے حیرت طاری ہوتی ہے اس بارے میں

محدثین کا مقام نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔ رحمہم اللہ اجمعین

(۵۰۰۳) ہم سے حفص بن عمر بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا کُثَیْبُ بن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قرآن کو کن لوگوں نے جمع کیا تھا، انہوں نے بتلایا کہ چار صحابیوں نے، یہ چاروں قبیلہ انصار سے ہیں۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید۔ اس روایت کی متابعت فضل نے حسین بن واقد سے کی ہے۔ ان سے ثمامہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے۔

۵۰۰۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَبِي بَنْ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ. تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ. [راجع: ۳۸۱۰]

(حضرت انسؓ نے یہ اپنی معلومات کی بنا پر کہا ہے۔ ان چار کے علاوہ اور بھی کئی بزرگ صحابی ہیں۔ جنہوں نے بقدر توفیق قرآن مجید جمع فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مراد پورے قرآن مجید سے ہے کہ سارا قرآن صرف ان چار حضرات نے جمع کیا تھا)

(۵۰۰۴) ہم سے معلى بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن شعیب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ثابت بنانی اور ثمامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات تک قرآن مجید کو چار صحابیوں کے سوا اور کسی نے جمع نہیں کیا تھا۔ ابو درداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو زید کے وارث ہم ہوئے ہیں۔

۵۰۰۴ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُنْتَنِي حَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَجْمَعْ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ: أَبُو الدَّرْدَاءِ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ. قَالَ: وَنَحْنُ وَرَثَتَاهُ. [راجع: ۳۸۱۰]

ان کی کوئی اولاد نہ تھی، انس ان کے بھتیجے تھے، اسی لئے انہوں نے اپنے آپ کو ان کا وارث بتلایا، اس میں علی وراثت بھی داخل ہے۔ شارحین لکھتے ہیں۔ ونحن ورثناه رد علی من قال ان ابا زيد هو سعد عبيد الاوسى لان انسنا هو خورجى فابو زيد هو احد عمومته الذى ورثه كيف يكون او سياً كما ورد فى المناقب عن رواية قتادة قلت لانس من ابى زيد قال هو احد عمومتى (حاشیہ بخاری) خلاصہ یہ

کہ ابو زید حضرت انس کے ایک چچا ہیں وہ سعد عبید اوسی نہیں ہیں اس لئے کہ انس خیرجی نہیں ہیں جن لوگوں نے زید سے سعد عبید اوسی کو مراد لیا ہے ان کا خیال درست نہیں ہے۔

(۵۰۰۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ابی بن کعب ہم میں سب سے اچھے قاری ہیں لیکن ابی جہل غلطی کرتے ہیں اس کو ہم چھوڑ دیتے ہیں (وہ بعض منسوخ التلاوة آیتوں کو بھی پڑھتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ میں نے تو اس آیت کو آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سنا ہے، میں کسی کے کہنے سے اسے چھوڑنے والا نہیں اور اللہ نے خود فرمایا ہے کہ ما ننسخ من آية او ننسها الاية یعنی ہم جب کسی آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں پھر یا تو اسے بھلا دیتے ہیں یا اس سے بہتر لاتے ہیں۔

۵۰۰۵ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ عُمَرُ أَبِي أَفْرُونًا، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحْنِ أَبِي وَأَبِي يَقُولُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا أَتْرُكُهُ لَشَيْءٍ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِّهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا﴾.

[راجع: ۴۴۸۱]

گویا اس آیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی کا رد کیا کہ بعض آیات منسوخ التلاوة یا منسوخ الحکم ہو سکتی ہیں اور آنحضرت ﷺ سے سننا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی تلاوت منسوخ نہ ہوئی ہو۔

قرآن عزیز کا سرکاری نسخہ

از تبرکات حضرت العلامة فاضل نبیل مولانا محمد اسماعیل صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ گوجرانوالہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آنحضرت ﷺ کے پاس قرآن مقدس کی جو تحریر صورت صحف و اجزاء میں موجود تھی اسے سرکاری تحریر کہنا چاہئے اس تحریر کی روشنی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واقعہ حرہ کے بعد سرکاری نسخہ مرتب فرمایا اسی کی بنیاد پر وہ سرکاری نسخے لکھے گئے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مختلف گورنروں کو ارسال فرمائے۔ بھوں کے اختلاف اور خط کے نامکمل ہونے کی وجہ سے جب شبہ پیدا ہوا تو حفظ کے ساتھ جزوی نوشتوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تصحیح کی خاطر قریش کے لغت و لہجہ کو اساس قرار دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں حفاظ اور قراء کی موت سے قرآن عزیز کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں عجمی عنصر کی کثرت اور عجمی بھوں کی یورش کی وجہ سے سرکاری نسخے پر نظر ثانی کی گئی اور سب سے بڑی خوبی یہ ہوئی کہ تمام مشکوک دستاویز کو ضائع کر دیا گیا تاکہ بحث اور تشکیک کیلئے کوئی مواد باقی نہ رہ جائے، اب وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بعینہ وہی قرآن مقدس تھا جو آنحضرت ﷺ نے اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیوں میں بار بار پڑھا اور اسے سرکاری دستاویز کے طور پر لکھوایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بروقت کوشش اس قدر کارگر ہوئی کہ آج تک اس میں ایک حرف کی بھی کم و بیشی نہیں ہو سکی اور اس میں متواتر قرأت صحیح طور پر آگئی اور تمام شدوذ کو ایک طرف کر دیا گیا۔ اتفاق میں حافظ سیوطی نے اور زرکشی نے (برہان فی علوم القرآن) میں بعض امور ایسے ذکر فرمائے ہیں جن سے قرآن عزیز کی جمع و ترتیب کے متعلق بعض شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ بعض دوسری روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، لیکن قرآن عزیز حفظ کے بعد جس عظیم الشان تواتر سے منقول ہوا ہے اس کے سامنے ان آحاد اور آثار کی کوئی اصلیت نہیں رہ جاتی۔ علامہ ابن حزم الملل والنحل میں فرماتے

ہیں جب آنحضرت ﷺ کا انتقال ہوا اس وقت اسلام جزیرہ عرب میں پھیل چکا تھا بحر قلم اور سواحل یمن سے گزر کر خلیج فارس اور فرات کے کناروں تک اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی۔ پھر اسلام شام کی آخری سرحدوں سے ہوتا ہوا بحیرہ قلم کے کناروں تک شائع ہو چکا تھا، اس وقت جزیرہ عرب میں اس قدر شر اور بستیوں وجود میں آگئی تھیں کہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ یمن، بحرین، عمان، نجد، بنوٹے کے پہاڑ، مصر اور ربیعہ و قضاعہ کی آبادیاں، طائف، مکہ، مدینہ یہ سب لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان میں مسجدیں بھرپور تھیں۔ ہر شہر ہر گاؤں ہر بستی کی مساجد میں قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا۔ بچے اور عورتیں قرآن جانتے تھے اور اس کے لکھے ہوئے نسخے ان کے پاس موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ عالم بالا کو تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہ تھا وہ صرف ایک جماعت تھے اور ایک ہی دین سے وابستہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ اڑھائی سال رہی ان کی خلافت میں فارس روم کے بعض حصص اور یمامہ کا علاقہ بھی اسلامی قلم رو میں شامل ہوا قرآن عزیز کی قرأت میں مزید اضافہ ہوا لوگوں نے قرآن مقدس کو لکھا۔ حضرت ابی بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوذر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہم نے قرآن مجید کے نسخے لکھے اور جمع کئے ہر شہر میں قرآن مجید کے نسخے موجود تھے اور ان ہی میں پڑھا جا رہا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا صورت حال بدستور تھی ان کی خلافت میں سیلہ اور اسود عسی کا فتنہ کھڑا ہوا، یہ دونوں نبوت کے مدعی تھے اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا کھلے طور پر اعلان کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا۔ بعض قبائل نے کچھ دن ارتداد اختیار کیا لیکن ان ہی قبائل کے مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کیا اور ایک سال نہیں گزرے پایا تھا کہ فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور حالات بدستور اعتدال پر آ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد مسند خلافت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینت بخشی۔ فارس پورا فتح ہو گیا۔ شام، الجزائر، مصر اور افریقہ کے بعض علاقے اسلامی قلمرو میں شامل ہوئے۔ مسجدیں تعمیر ہوئیں قرآن عزیز پڑھا جانے لگا، تمام ممالک میں قرآن عزیز کے خطوطے شائع ہوئے، مشرق و مغرب تک مکاتب میں علماء سے لے کر بچوں تک قرآن کی تلاوت ہونے لگی، پورے دس سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ اسلام میں کبھی اختلاف نہ تھا وہ ایک ہی ملت کے پابند تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت مصر، عراق، شام، یمن کے علاقوں میں کم از کم قرآن عزیز کے ایک لاکھ نسخے شائع ہو چکے ہوں گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلامی فتوحات اور بھی وسیع ہوئیں اور قرآن عزیز کی اشاعت مفتوحہ ممالک میں وسیع پیمانہ پر ہوئی۔ قرآن مجید کے شائع شدہ نسخوں کا اس وقت شمار ناممکن ہو گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اختلافات کا دور شروع ہوا اور روافض کی تحریک نے زور پکڑا اور روافض ہی کی وجہ سے قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق اعتراضات اور شبہات شروع ہوئے، صورت حال یہ تھی کہ نابزہ اور زہیر کے اشعار میں کوئی کمی بیشی کر دے تو یہ ممکن نہیں، دنیا میں اسے ذلیل و خوار ہونا پڑے گا۔ قرآن مجید کا معاملہ تو اور بھی مختلف ہے۔ اس وقت قرآن مجید اندلس، بربر، سوزان، کانل، خراسان، ترک اور حقلیہ اور ہندوستان تک پھیل چکا تھا۔ اس سے روافض کی حماقت ظاہر ہوئی وہ قرآن مجید کی جمع و تالیف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو متمم کہتے ہیں یہی حال مسیحی اور سماجی مشرکوں کا ہے۔ یہ لوگ روافض سے سیکھ کر قرآن مجید کو اپنے نوشتوں کی طرح محرف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان حالات میں کمی و بیشی ایک حرف کی بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے شخص کے لئے ناممکن تھی۔ روافض اور ان کے تلامذہ کی یہ غلط بیانیوں بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچ سال نو ماہ تک با اختیار خلیفہ رہے اور ان کے بعد حضرت حسن ہوئے۔ انہوں نے قرآن کے بدلنے کا حکم نہیں دیا نہ ہی اپنی حکومت میں قرآن عزیز کا دوسرا صحیح نسخہ شائع فرمایا۔ یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ پوری اسلامی قلم رو میں غلط اور محرف قرآن پڑھا جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے آسانی سے گوارہ کریں۔ (مختصر الفصل فی الملل والنحل، ابن حزم) حافظ ابن حزم نے قرآن عزیز کی حفاظت کے متعلق یہ بیان مسیحی اور روافض کی غلط بیانیوں کے متعلق لکھا ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عرصہ تک شائع ہوتی رہیں، شیعہ چونکہ مسلمان کہلاتے تھے اور تقیہ کا رواج ان کے ہاں عام تھا اس لئے اس قسم کا مضموم لڑچکر رواۃ کی غلطی سے اہل سنت کی روایات میں بھی آگیا گو محدثین نے ایسی روایات کی

حقیقت کو واضح کر دیا ہے اور ان کے کذب اور وضع کی حقیقت کو واضح کر دیا۔ فن حدیث کے ماہران روایات اور آثار کی حقیقت کو سمجھتے ہیں لیکن ابن حزم نے اصولی اور اتفاقی جواب دیا ہے کہ اس عظیم الشان تواتر کے سامنے اس مشکوک ذخیرہ روایات کی اہمیت نہیں، اس لئے جب تعارض ہی نہیں تو تطبیق اور ترجیح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ناقل خلیل احمد رازی ولد حضرت مولانا محمد داؤد راز مدظلہ العالی رہبواہ

ضلع گوڑ گاؤں (ہریانہ)

الحمد لله ماہ صفر المظفر ۱۳۹۴ھ کا دوسرا عشرہ ہے، عصر کا وقت ہے۔ آج اس پارے کی تسوید ختم کر رہا ہوں مجھ کو خود معلوم نہیں کہ اس پارے کے ہر ایک لفظ کو میں نے کتنی کتنی دفعہ پڑھا ہے اور حک و اضافہ کے لئے کتنی مرتبہ قلم کو استعمال کیا ہے، پھر بھی انسان ہوں، کم فہم ہوں، بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ اس اہم خدمت میں جو بھی کوتاہی ہوئی ہو اللہ پاک اسے معاف کرے۔ امید ہے کہ مخلص علماء کرام بھی کوتاہیوں کے لئے چشمِ عفو سے کام لیں گے اور پر خلوص اصلاح فرما کر میری دعائیں حاصل کریں گے۔ یا اللہ! جس طرح تو نے اس اہم کتاب کا یہ دوسرا حصہ بھی پورا کر دیا ہے تیسرے حصہ کو بھی جو پارہ ۲۱ سے شروع ہو کر ۳۰ پر ختم ہو اسے بھی پورا کر دیجئے۔ میری عمر مستعار کو اس قدر مہلت عطا فرمائیو کہ بہ شرف تکمیل سے مشرف ہو سکوں اور قیامت کے دن اپنے جملہ معاونین کرام و ہمدردانِ عظام کو ہمراہ لے کر لواءِ حمد کے نیچے حضرت سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں دربارِ نبوی میں حوضِ کوثر پر حاضری دیکر یہ حقیر خدمت پیش کر سکوں اور ہم کو آنحضرت ﷺ کے دست مبارک سے جامِ کوثر نصیب ہو۔ دینا

تقبل منا انک انت السميع العليم وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين برحمتک يا ارحم الراحمين امين ثم امين۔

ناچیز خادم حدیث نبوی محمد داؤد ولد عبداللہ راز السلفی موضع رہبواہ ضلع گوڑ گاؤں ہریانہ (بھارت) (۷۳-۶۳)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اکیسواں پارہ

باب سورۃ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

(تشریح از مترجم)

اس سورت کا سب سے زیادہ مشہور نام فاتحۃ الکتاب یا الفاتحہ ہے۔ فاتحہ ابتدا اور شروع کو کہتے ہیں، چونکہ ترتیب خطی میں یہ سورت قرآن مجید کے ابتدا میں ہے اس لئے اس کا نام فاتحہ رکھا گیا۔ فاتحہ کے معنی کھولنے والی کے بھی ہیں۔ چونکہ یہ سورت قرآن مجید کے علوم بے پایاں کی چابی ہے، اس لئے بھی اسے فاتحہ کہا گیا۔ اس سورت کے اور بھی کئی ایک نام ہیں۔ مثلاً ام الکتاب اور ام القرآن چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ سمیت ام الكتاب لانه يبدأ بكتابتها في المصاحف ويبدأ بقراءتها في الصلوة۔ سورۃ فاتحہ کا نام ام الکتاب اس لئے رکھا گیا کہ قرآن شریف کی کتابت کی ابتداء اسی سے ہوتی ہے اور نماز میں قرأت بھی اسی سے شروع ہوتی ہے۔ ام القرآن اسے اس لئے بھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی اصل اور جملہ مقاصد قرآن پر مشتمل ہے۔ سارے قرآن شریف کا خلاصہ ہے یا یوں کہئے کہ سارا قرآن شریف اسی کی تفسیر ہے۔ اس سورہ شریفہ کا ایک نام السبع المثانی بھی ہے یعنی ایسی سات آیات جو بار بار دہرائی جاتی ہیں چونکہ سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں اور اسے نماز کی ہر رکعت میں دہرایا جاتا ہے اس لئے خود اللہ پاک نے قرآن شریف کی آیت شریفہ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ (الحجر: ۸۷) میں اس کا نام السبع المثانی اور القرآن العظیم رکھا ہے یعنی اسے نبی! ہم نے آپ کو ایک ایسی سورت دی ہے جس میں سات آیات ہیں (جو بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور جو عظمت و ثواب کی بڑائی کے لحاظ سے سارے قرآن شریف کے برابر ہے۔ چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ وہ سورہ شریفہ ہے جس سے دس ہزار مسائل نکلتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

اس سورہ شریفہ کا نام ”الصلوة“ بھی ہے۔ چنانچہ بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث میں مذکور ہے کہ قسمت الصلوة بینی وبين عبدی نصفین ولعبدی ما سال فاذا قال العبد الحمد لله رب العلمین قال الله حمدنی عبدی الحدیث (مسلم) یعنی اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے درمیان اور اپنے بندے کے درمیان نصفاً نصف تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔ پس جب بندہ الحمد لله رب العلمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف بیان کی اور جب بندہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑی ثنائیں کی اور جب بندہ مالک يوم الدين کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑی ہی شان بیان کی اور جب بندہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ اس آیت کا نصف میرے لئے اور نصف میرے بندے کے لئے ہے اور جو میرے بندے نے مانگا وہ اسے ملے گا آخر تک۔ اس حدیث میں نہایت صراحت کے ساتھ ”الصلوة“ سے سورۃ فاتحہ کو مراد لیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کی مکمل روح سورۃ فاتحہ کے اندر مضمر

ہے۔

حمد و ثناء، حمد و دعا، یادِ آخرت و صراطِ مستقیم کی طلب، گمراہ فرقوں پر نشانِ دہی یہ تمام چیزیں اس سورہ شریفہ میں آگئی ہیں اور یہ تمام چیزیں نہ صرف نماز بلکہ پورے اسلام کی اور تمام قرآن کی روح ہیں۔ اس سورہ شریفہ کو ”الصلوة“ اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ صحت نماز کی بنیاد اسی سورہ شریفہ کی قرأت پر موقوف ہے اور نماز کی ہر ایک رکعت میں خواہ نماز فرض ہو یا سنت یا نفل، امام و مقتدی سب کے لئے اس سورہ شریفہ کا پڑھنا فرض ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہے۔ عن عبادة بن الصامت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب امام او غير امام رواه البيهقي في كتاب القراءة - حضرت عباده بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے وہ امام ہو یا مقتدی اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (تفصیل کے لئے قرآن شریف ثنائی ترجمہ کا ضمیمہ ص ۲۰۸ والا مطالعہ کرو)

حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فان قرأتها فريضة وهي دكن تبطل الصلوة بتركها (غنية الطالبين، ص: ۸۵۳) نماز میں اس سورہ فاتحہ کی قرأت فرض ہے اور یہ اس کا ایک ضروری رکن ہے جس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے، تمام قرآن میں سے صرف اسی سورت کو نماز میں بطور رکن کے مقرر کیا گیا اور باقی قرأت کے لئے اختیار دیا گیا کہ جہاں سے چاہو پڑھ لو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھنے میں آسان، مضمون میں جامع اور سارے قرآن کا خلاصہ اور ثواب میں سارے قرآن کے ختم کے برابر ہے۔ اتنے اوصاف والی قرآن کی کوئی دوسری سورت نہیں ہے۔

اس سورت کے ناموں میں سے سورہ الحمد اور سورہ الحمد للہ رب العالمین بھی ہے۔ (بخاری و دارقطنی) اس لئے کہ اس میں اصولی طور پر خدائے تعالیٰ کی تمام محامد ممد مذکور ہیں اور اس کو الشفاء والرقیہ بھی کہا گیا ہے۔ سنن دارمی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے (دارمی، ص: ۴۳۰) آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں ایک موقع پر ایک صحابی نے ایک سانپ ڈسے شخص پر اس سورہ سے دم جھاڑا کیا تھا تو اسے شفا ہو گئی تھی (بخاری)

ان ناموں کے علاوہ اور بھی اس سورہ شریفہ کے کئی ایک نام ہیں مثلاً الكنز (خزانہ) الاساس بنیادی سورہ الکافیہ (کافی وافی) الشافیہ (ہر بیماری کے لئے شفا) الوافیہ (کافی وافی) الشکر (شکر الدعاء) (دعا) تعلیم المسئلہ (اللہ سے سوال کرنے کے آداب سکھانے والی سورت) المناجاة (اللہ سے دعا) التفویض (جس میں بندہ اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دے) اور بھی اس کے کئی ایک نام مذکور ہیں یہ وہ سورہ شریفہ ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اعطيت فاتحة الكتاب من تحت العرش (الحسن) یعنی یہ وہ سورت ہے جسے میں عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے دیا گیا ہوں جس کی مثال کوئی سورت نہ تو ریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن میں یہی سب مثنائی ہے اور قرآن عظیم جو مجھے عطا ہوئی (دارمی، ص: ۴۳۰) ایسا ہی بخاری شریف کتاب التفسیر میں مروی ہے۔

سنن ابن ماجہ و مسند احمد و متدرک حاکم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ حضرت میرے بیٹے کو تکلیف ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا کہ اسے آسیب ہے۔ آپ نے فرمایا، اسے میرے پاس لے آؤ چنانچہ وہ لے آیا تو آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس پر سورہ فاتحہ اور دیگر آیات سے دم کیا تو وہ لڑکا اٹھ کھڑا ہوا گویا کہ اسے کوئی بھی تکلیف نہ تھی۔ (حصن حصین، ص: ۱۷۱)

خلاصہ یہ کہ سورہ فاتحہ ہر مرض کے لئے بطور دم کے استعمال کی جاسکتی ہے اور یقیناً اس سے شفا حاصل ہوتی ہے مگر اعتقادِ راسخ شرطِ اول ہے کہ بغیر اعتقادِ صحیح و ایمان باللہ کے کچھ بھی حاصل نہیں نیز اس سورہ شریفہ میں اللہ ہی کی عبادت بندگی کرنے اور ہر قسم کی مدد اللہ ہی سے چاہنے کے بارے میں جو تعلیم دی گئی ہے اس پر بھی عمل و عقیدہ ضروری ہے۔ جو لوگ اللہ پاک کے ساتھ عبادت میں پیروں، فقیروں، زندہ مردہ بزرگوں، نبیوں، رسولوں یا دیوی دیوتاؤں کو بھی شریک کرتے ہیں وہ سب اس سورہ شریفہ کی روشنی میں

حقیقی طور پر اللہ وحدہ لا شریک لہ کے ماننے والے اس پر ایمان و عقیدہ رکھنے والے نہیں قرار دیئے جاسکتے، سچے ایمان والوں کا سچے دل سے اللہ کے سامنے یہ عہد ہونا چاہئے۔ ایسا عہدو ایسا نستعین یعنی اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ سچ کہا ہے۔

غیروں سے مدد مانگنی مگر تجھ کو چاہئے
ایسا نستعین زبالت پر نہ لائیے

صراط مستقیم جس کا ذکر اس سورہ شریفہ میں کرتے ہوئے اس پر چلنے کی دعا ہر مومن مسلمان کو سکھلائی گئی ہے وہ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ کے مجموعہ کا نام ہے جن کا رکن اعظم صرف خدائے واحد کو اپنا رب و مالک و پروردگار جاننا اور صرف اسی کی عبادت کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ذکر کیا کہ انہوں نے بحکم خدا بنی اسرائیل سے کہا تھا۔ ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم یعنی بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے صرف اسی اکیلے کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے۔ سورہ یس شریف میں ہے۔ وان اعبدونی هذا صراط مستقیم یعنی صرف میری ہی عبادت کرنا یہی صراط مستقیم ہے، اسی طرح توحید الہی پر جے رہنے اور شرک نہ کرنے، ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے، اولاد کو قتل نہ کرنے، ظاہری اور باطنی خواہش کے قریب تک نہ پھٹکنے، ناحق خون نہ کرنے، ناپ تول کو پورا کرنے، یتیموں کے مال میں بے جا تصرف نہ کرنے، عدل و انصاف کی بات کہنے اور عہد کے پورے کرنے کی تاکید شدید کے بعد صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل (الایہ) یعنی یہی میری سیدھی راہ ہے جس کی پیروی کرنی ہو گی۔ یہی ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ پاک کے انعامات کی بارش ہوئی جس سے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین مراد ہیں۔ دین الہی میں جس کے ارکان اوپر بیان ہوئے کی و زیادتی کرنے والوں کو مغضوب و ضالین کہا گیا ہے یہود و نصاریٰ اسی لئے مغضوب و ضالین قرار پائے کہ انہوں نے دین الہی میں کمی و بیشی کر کے سچے دین کا حلیہ بدل کر رکھ دیا پس صراط مستقیم پر چلنے کی اور اس پر قائم رہنے کی دعا کرنا اور دین میں کمی و بیشی کرنے والوں کی راہ سے بچنے رہنے کی دعا مانگنا اس سورہ شریفہ کا یہی خلاصہ ہے۔

فضائل آمین

سورہ فاتحہ کے ختم پر جری نمازوں میں جبر سے یعنی بلند آواز سے اور سری نمازوں میں آہستہ آہستہ آمین کہنا سنت رسول ہے۔ آمین ایسا مبارک لفظ ہے کہ ملت ابراہیمی کی ہر سہ شاخوں میں یعنی یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام میں دعا کے موقع پر اس کا پکارتا پایا جاتا ہے اور یہ عبادت گزار لوگوں میں قدیمی دستور ہے آمین کا لفظ عبرانی الاصل ہے اس کا مطلب یہ کہ یا اللہ! جو دعا کی گئی ہے اسے قبول کر لے۔ احادیث صحیحہ سے یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ جری نمازوں میں رسول کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد لفظ آمین کو زور سے کہا کرتے تھے۔ بعض روایات میں یہاں تک ہے کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی آمین کی آواز سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔ اصحاب رسول ﷺ کے علاوہ بہت سے تابعین، تبع تابعین، محدثین، ائمہ دین، مجتہدین آمین باہر کے قائل و عامل ہیں۔ مگر تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے اس آمین باہر ہی کو وجہ نزاع بنا کر اہل اسلام میں پھوٹ ڈال رکھی ہے اور زیادہ تعجب ان علماء پر ہے جو حقیقت حال سے واقف ہونے کے باوجود جبکہ حضرت امام شافعی، امام احمد بن حنبل، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہم سب ہی آمین باہر کے قائل ہیں اپنے ماننے والوں کو آمین باہر کی نفرت سے نہیں روکتے حالانکہ یہ چنانست رسول ﷺ سے نفرت کرنا ہے اور سنت رسول سے نفرت کرنا خود رسول پاک ﷺ سے نفرت کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں من رغب عن سنتی فلیس منی (مشکوٰۃ) یعنی جو میری سنت سے نفرت کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں یوں تو آمین باہر کے بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں مگر ہم صرف ایک ہی حدیث درج کرتے ہیں جس کی صحت پر دنیا جہان کے سارے محدثین کا اتفاق ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام

بخاری، حضرت امام مسلم، حضرت محمد، امام شافعی، امام داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب ہی نے طرق متعددہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے، وہ حدیث یہ ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امن الامام فامنوا فانه من والی تائبہ تائبین الملائکۃ یحضرہ ما تقدم من ذنبہ قال ابن شہاب وكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول آمین (مَوْطَا امام مالک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کے تو تم بھی آمین کو پس حقیقت یہ ہے کہ جس کی آمین کو فرشتوں کی آمین سے موافقت ہو گئی اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔ امام زہری کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ خود بھی آمین کہا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے استدلال کی صورت یہ ہے کہ اگر مقتدی امام کی آمین نہ سنے تو اسے اس کا علم نہیں ہو سکتا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے مقتدی کی آمین کو امام کی آمین سے وابستہ فرمایا ہے پس ظاہر ہوا کہ یہاں امام اور مقتدی ہر دو کو آمین باہر ہی کے لئے ارشاد ہو رہا ہے۔ ایک حدیث اور ملاحظہ ہو:

عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالکین وقال آمین ومد بها صوته (رواہ الترمذی)

یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو سنا آپ نے جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالکین پڑھا تو آپ نے اس کے ختم پر آمین کہی اور اپنی آواز کو لفظ آمین کے ساتھ کھینچا۔ (تلخیص الجیرج: ۱، ص: ۸۹) میں دفع بھا صوتہ بھی آیا ہے یعنی آمین کے ساتھ آواز کو بلند کیا۔

خلاصہ یہ کہ آمین باہر رسول کریم ﷺ کی سنت ہے آپ کی سنت پر عمل کرنا باعث خیر و برکت ہے اور سنت رسول ﷺ سے نفرت کرنا دونوں جہان میں ذلت و رسوائی کا موجب ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو سنت رسول پر زندہ رکھے اور انہی پر موت نصیب فرمائے آمین

ملک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

(۵۰۰۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن جاج نے بیان کیا، کہا مجھ سے حبیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو سعید بن معلیؓ نے کہ میں نماز میں مشغول تھا تو رسول کریم ﷺ نے مجھے بلایا اس لئے میں کوئی جواب نہیں دے سکا، پھر میں نے (آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر) عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں فرمایا ہے کہ اللہ کے رسولؐ جب تمہیں پکاریں تو ان کی پکار پر فوراً اللہ و رسول کے لئے لبیک کہا کرو۔ پھر آپ نے

۵۰۰۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنِي حُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ : كُنْتُ أَصَلِّي، فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أَجِبْهُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي. قَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ ﷻ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ)). ثُمَّ قَالَ ((أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قِيلَ أَنْ

تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟). فَأَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ قُلْتَ لَا عِلْمَ لَكَ بِسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ هِيَ السَّنْعُ الْمُنَافِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَهُ)). [راجع: ۴۷۴]

فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت میں تمہیں کیوں نہ سکھا دوں۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب ہم مسجد سے باہر نکلنے گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ مسجد کے باہر نکلنے سے پہلے آپ مجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ سورت ”الحمد للہ رب العالمین“ ہے یہی وہ سات آیات ہیں جو (ہر نماز میں) بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی وہ ”قرآن عظیم“ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

تفسیر قرآن مجید کے نازل فرمانے والے اللہ رب العالمین کا جس قدر شکر ادا کروں کم ہے کہ اس دور گرانی و ضعف قلبی و قلبی میں بخاری شریف مترجم اردو کے بیس پارے پورے کر کے تیسری منزل یعنی پارہ ۲۱ کا آغاز کر رہا ہوں، حالات بالکل ناسازگار ہیں پھر بھی اللہ پاک سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے کلام اور اپنے حبیب رسول کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ کی خدمت و اشاعت کے لئے غیب سے سامان و اسباب مہیا کرے گا اور مثل سابق ان بقایا پاروں کی بھی تکمیل کرا کے اپنے پیارے بندوں اور بندوں کے لئے اس کو باعث رشد و ہدایت قرار دے گا۔ آخری عشرہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ میں اس پارے کی تسوید کا کام شروع کر رہا ہوں۔ تکمیل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

سورہ فاتحہ کے بارے میں حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اختصت الفاتحة بانها مبدء القرآن و حاوية لجميع علومه لاحتواءها على البناء على الله والاقراء لعبادته والاخلاص له و سوال الهداية منه والاشارة الى الاعتراف بالعجز عن القيام بنعمه والى شان المعاد و بيان عاقبة الجاحدين (فتح الباری) یعنی سورہ فاتحہ کی یہ خصوصیات ہیں کہ یہ علوم قرآن مجید کا خزانہ ہے جو قرآن پاک کے سارے علوم کو حاوی ہے یہ ثناء علی اللہ پر مشتمل ہے اس پر عبادت اور اخلاص کے لئے بندوں کی طرف سے اظہار اقرار ہے اور اللہ سے ہدایت مانگنے اور اپنی عاجزی کا اقرار کرنے اور اس کی نعمتوں کے قیام وغیرہ کے ایمان افروز بیانات ہیں جو بندوں کی زبان سے اس سورہ شریفہ کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی اس سورت میں شان معاد کا بھی اظہار ہے اور جو لوگ اسلام و قرآن کے منکرین ہیں ان کے انجام بد پر بھی نشان دہی کی گئی ہے۔ پہلے اس سورت کے متعلق ایک مفصل مقالہ دیا گیا ہے جس سے قارئین نے اس سورہ کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔

(۵۰۰۷) مجھ سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے معبد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک فوجی سفر میں تھے (رات میں) ہم نے ایک قبیلہ کے نزدیک پڑاؤ کیا۔ پھر ایک لونڈی آئی اور کہا کہ قبیلہ کے سردار کو بچھونے کاٹ لیا ہے اور ہمارے قبیلہ کے مرد موجود نہیں ہیں، کیا تم میں کوئی بچھو کا جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ ایک صحابی (خود ابوسعید) اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے، ہم کو معلوم تھا کہ وہ جھاڑ

۵۰۰۷ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا، فَتَرَلْنَا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ : إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٍ، وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ، فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْنِيهِ بِرُفْقَةٍ، فَرَقَاهُ قَبْرًا، فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا : فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا

پھونک نہیں جانتے لیکن انہوں نے قبیلہ کے سردار کو جھاڑا تو اسے صحت ہو گئی۔ اس نے اس کے شکرانے میں تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہمیں دودھ پلایا۔ جب وہ جھاڑ پھونک کرے کے واپس آئے تو ہم نے ان سے پوچھا کیا تم واقعی کوئی منتر جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں میں نے تو صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا تھا۔ ہم نے کہا کہ اچھا جب تک ہم رسول کریم ﷺ سے اس کے متعلق نہ پوچھ لیں ان بکریوں کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہو۔ چنانچہ ہم نے مدینہ پہنچ کر آنحضور ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہوں نے کیسے جانا کہ سورہ فاتحہ منتر بھی ہے۔ (جاؤ یہ مال حلال ہے) اسے تقسیم کر لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگانا۔ اور معمر نے بیان کیا کہ ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ ہم سے معبد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہی واقعہ بیان کیا۔

باب سورہ بقرہ کی فضیلت کے بیان میں

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ۲۸۶ آیات اور ۴۰ رکوع ہیں۔

(۵۰۰۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی انہیں سلیمان بن مہران نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبد الرحمن بن یزید نے، انہیں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (سورہ بقرہ میں سے) جس نے بھی دو آخری آیتیں پڑھیں۔ (دوسری سند)۔

(۵۰۰۹) اور ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبد الرحمن بن یزید نے اور ان سے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سورہ بقرہ کی دو آخری آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اسے ہر آفت سے بچانے کے لئے کافی ہو جائیں گی۔

لَهُ أَكُنْتُ تُحْسِنُ رُقِيَّةً أَ كُنْتُ تَرْقِي قَالَ : مَا رَقِيْتُ إِلَّا بِأَمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا : لَا تُحَدِّثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَلَمَّا قَدَمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((وَمَا كَانَ يُذَرِّيهِ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ؟ افْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسْهُمْ)). وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مَعْبُدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا .

[راجع: ۲۲۷۶]

۱۰- باب فضل سورة البقرة

۵۰۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ)).

[راجع: ۴۰۰۸]

۵۰۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ . عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّاهُ)). [راجع: ۴۰۰۸]

۵۰۱۰- وَقَالَ غَثَمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ : حَدَّثَنَا
عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : وَكَلَّنِي رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ
فَجَعَلَ يَخْتُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ :
لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَصَّ
الْحَدِيثَ، فَقَالَ : ((إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ
فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ
حَافِظٌ وَلَا يَفْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ.
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ - صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ،
ذَاكَ شَيْطَانٌ)). (راجع: ۲۳۱۱)

(۵۰۱۰) اور عثمان بن ہیشم نے کہا کہ ہم سے عوف بن ابی جلیلہ نے بیان کیا ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے (کھجوریں) سمیٹنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر انہوں نے یہ پورا قصہ بیان کیا (مفصل حدیث اس سے پہلے کتاب الوکالتہ میں گزر چکی ہے) (جو صدقہ فطر چرانے آیا تھا) اس نے کہا کہ جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، پھر صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے پاس بھی نہ آسکے گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات آپ سے بیان کی تو) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے تمہیں یہ ٹھیک بات بتائی ہے اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔

تَشْرِیح سورہ بقرہ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت ہے۔ بقرہ گائے کو کہتے ہیں۔ اس سورت میں بنی اسرائیل کی ایک گائے کا ذکر ہے جسے ایک خاص مقصد کے تحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ذبح کیا گیا تھا۔ اسی گائے سے اس سورت کو موسوم کیا گیا۔ احکام و منہیات اسلام کے لحاظ سے یہ بڑی جامع سورت ہے جس کے فضائل بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔ حضرت امام بخاری نے اس کی آخری دو آیت اور آیت الکرسی کی فضیلت بیان کر کے پوری سورت کے فضائل پر اشارہ فرما دیا ہے وہیہ کفایۃ لمن له درایۃ۔

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے کافی ہونے کا مطلب بعض حضرات نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو شخص سوتے وقت ان کو پڑھ لے گا اس کے واسطے یہ پڑھنا رات کے قیام کا بدل ہو جائے گا اور تہجد کا ثواب اسے مل جائے گا۔ حضرت عثمان بن ہیشم والی روایت کو اسماعیل اور ابو نعیم نے وصل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والا قصہ کتاب الوکالتہ میں بھی گزر چکا ہے۔ پہلے دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی عاجزی اور محتاجی پر رحم کر کے اس کو چھوڑ دیا۔ کہنے لگا کہ میں بال بچے والا بہت ہی محتاج ہوں۔ دوسرے دن پھر آیا اور کھجوریں چرانے لگا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا وہ بہت عاجزی کرنے لگا انہوں نے چھوڑ دیا۔ تیسرے دن پھر آیا اور چرانے لگا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سختی کی اور گرفتار کر لیا۔ اس نے بہت عاجزی کی اور آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی کا ذکر وہ وظیفہ بتلایا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سورہ البقرہ کی فضیلت میں صرف یہی روایت لائے ہیں ورنہ اس سورت کی فضیلت میں اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں۔ قرآن پاک کی یہ سب سے بڑی سورت ہے اور مضامین کے لحاظ سے بھی یہ ایک بحر ذخار ہے سورہ بقرہ کی آخری دو آیات امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ الخ کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں فاقراؤ ہما وعلموہما ابناء کم ونساء کم فانہما قرآن وصلوۃ ودعا (فتح) یعنی ان آیات کو خود پڑھو، اپنے بچوں اور عورتوں کو سکھاؤ یہ آیات مغز قرآن ہیں، یہ نماز ہیں اور یہ دعا

ہیں۔

۱۱- باب فَضْلِ الْكَهْفِ

باب سورہ کف کی فضیلت کے بیان میں

(یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۱۰ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں)

۵۰۱۱- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ النَّبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ، وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِسَطْرَيْنِ، فَتَشْتَبُهُ سَحَابَةٌ، فَجَعَلَتْ تَذْنُو وَتَذْنُو، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ. فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((بَلَدُ السُّكِينَةِ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ)). [راجع: ۳۶۱۴]

(۵۰۱۱) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی (اسید بن خفیر) سورہ کف پڑھ رہے تھے۔ ان کے ایک طرف ایک گھوڑا دو رسوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس وقت ایک ابرو پر سے آیا اور نزدیک سے نزدیک تر ہونے لگا۔ ان کا گھوڑا اس کی وجہ سے بدکنے لگا۔ پھر صبح کے وقت وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ (ابر کا ٹکڑا) سکینہ تھا جو قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اترتا تھا۔

تفسیر کف غار کو کہتے ہیں۔ پچھلے زمانے میں چند نوجوان شرک سے بیزار ہو کر توحید کے شیدائی بن گئے تھے مگر حکومت اور عوام نے ان کا پیچھا کیا لہذا وہ پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے۔ جن کا تفصیلی واقعہ اس سورت میں موجود ہے، اس لئے اسے لفظ کف سے موسوم کیا گیا۔ اس سورت کے بھی بہت سے فضائل ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان اسے ہر جمعہ کو تلاوت کرے گا اللہ اسے فتنہ و دجال سے محفوظ رکھے گا۔ حدیث مذکورہ سے بھی اس کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۱۲- باب فَضْلِ سُورَةِ الْفَتْحِ

باب سورہ فتح کی فضیلت کا بیان

(یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس میں ۲۹ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔)

۵۰۱۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ اسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ. فَقَالَ عُمَرُ نَكَلْتَكَ أُمًّاكَ نَزَرْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ. قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكَتُ

(۵۰۱۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے اور ان سے ان کے والد اسلم نے کہ رسول کریم ﷺ رات کو ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے کچھ پوچھا۔ لیکن آنحضرت نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا آپ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ پھر پوچھا اور جب اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے آپ کو) کہا تیری ماں تجھ پر روئے تو نے آنحضور ﷺ سے تین مرتبہ عاجزی سے سوال کیا اور آنحضرت

نے کسی مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنی اونٹنی کو دوڑایا اور لوگوں سے آگے ہو گیا (آپ کے برابر چلنا چھوڑ دیا) مجھے خوف تھا کہ کہیں اس حرکت پر میرے بارے میں کوئی آیت نازل نہ ہو جائے ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو پکار رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے سوچا مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کچھ وحی نازل ہو گی۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا چنانچہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ کو سلام کیا (سلام کے جواب کے بعد) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر! آج رات مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج نکلتا

بَعِيرِي حَتَّى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِيتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِحًا يَصْرُخُ، قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، قَالَ: فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَرَأَ: «إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا»)).

[راجع: ۴۱۷۷]

ہے۔ پھر آپ نے سورہ انفحاح الک فتحمہا میں اتنا تواضع فرمائی

﴿تَشْرِيحُ﴾ اس سورت کی فضیلت کے لئے یہ حدیث کافی دانی ہے، اس کا تعلق صلح حدیبیہ سے ہے جس کے بعد نبوتات اٹھ گئی اور رازہ کھل گیا۔ اس لحاظ سے اس سورت کو ایک خاص تاریخی حیثیت حاصل ہے۔

باب سورہ قل ہو اللہ احد کی فضیلت کا بیان

اس باب میں نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے۔

۱۳- باب فضل ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾

فِيهِ عُمَرُو عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
جو مکہ میں نازل ہوئی اور اس سورت میں تین آیات ہیں۔

(۵۰۱۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ نے، انہیں ان کے والد عبد اللہ نے اور انہیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی (خود ابو سعید خدری) نے ایک دوسرے صحابی (قنادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ) اپنے ماں جائے بھائی کو دیکھا کہ وہ رات کو سورہ قل ہو اللہ بار بار پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو وہ صحابی (ابو سعید رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا گویا انہوں نے سمجھا کہ اس میں کوئی بڑا ثواب نہ ہو گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سورت قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے۔

۵۰۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ. أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَقَالُهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)).

[طرفاء فی: ۶۶۴۳، ۷۳۷۴]

(۵۰۱۴) اور ابو معمر (عبداللہ بن عمرو منقری) نے اتنا زیادہ کیا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے میرے بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سحری کے وقت سے کھڑے قل ہو اللہ احد پڑھتے رہے۔ ان کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی تو دوسرے صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (باقی حصہ) پچھلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

اس سورت سے خصوصی محبت اور اس کا ورد وظیفہ ترقیات دارین کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ اس میں توحید خالص کا بیان اور جملہ اقسام شرک کی مذمت اور عقائد باطلہ کی تضحیک ہے۔

تشیخ یہ حدیث آگے موصول مذکور ہوگی اس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو فوج کا سردار بنا کر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور ہر رکعت میں قرأت قل ہو اللہ احد پڑھتا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ اللہ پاک بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ قل ہو اللہ کی محبت نے تجھ کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔ تیسری حدیث میں ہے جو شخص سوتے وقت سو بار قل ہو اللہ احد کو پڑھ لیا کرے قیامت کے دن پروردگار فرمائے گا میرے بندے! جنت میں داخل ہو جا جو تیرے داہنے طرف ہے۔ اس سورت کے تین بار پڑھ لینے سے پورے قرآن مجید کے ختم کا ثواب مل جاتا ہے۔

(۵۰۱۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نخعی اور ضحاک مشرقی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے۔ صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ آنحضرت نے اس پر فرمایا کہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے۔ محمد بن یوسف فربری نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام بخاری کے کاتب ابو جعفر محمد بن ابی حاتم سے سنا، وہ کہتے تھے کہ امام بخاری نے کہا ابراہیم نخعی کی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقطع ہے (ابراہیم نے ابوسعید سے نہیں

۵۰۱۴- وَزَادَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ نَعْمَانَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ.

۵۰۱۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَبْعِزُوا أَحَدَكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ)). فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوا: أَئِنَّا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ)). قَالَ الْفَرَبَرِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي حَاتِمٍ وَرَاقَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ مُرْسَلًا، وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِيِّ مُسْنَدًا.

سنا) لیکن ضحاک مشرقی کی روایت ابو سعید سے متصل ہے۔

اسی لئے حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں نکالا اگر یہ حدیث صرف ابراہیم نخعی کے طریق سے مروی ہوتی تو حضرت امام بخاریؒ اس کو نہ لاتے کیونکہ وہ منقطع ہے۔ امام بخاریؒ اور اکثر اہل حدیث منقطع کو مرسل اور متصل کو مسند کہتے ہیں (وحیدی) اس سورت کو سورۃ اخلاص کا نام دیا گیا ہے اس کی فضیلت کے لئے یہ احادیث کافی ہیں جو حضرت امامؒ نے یہاں نقل فرمائی ہیں۔

باب معوذات کی فضیلت کا بیان

(۵۰۱۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسری نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ جب بیمار پڑتے تو معوذات کی سورتیں پڑھ کر اسے اپنے اوپر دم کرتے (اس طرح کہ ہوا کے ساتھ کچھ تھوک بھی نکلتا) پھر جب (مرض الموت میں) آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں سے برکت کی امید میں آپ کے جسد مبارک پر پھیرتی تھی۔

معوذات سے تین سورتیں سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس مراد ہیں۔ دم پڑھنے کے لئے ان سورتوں کی تائید فی الواقع اکبر کا درجہ رکھتی ہے۔ تعجب ہے ان احق نام نہاد عالموں پر جو بناوٹی مہمل لفظوں میں چھو منتر کرتے اور قرآنی اکبر سورتوں سے منہ موڑتے ہیں۔

(۵۰۱۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا، اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (تینوں سورتیں مکمل) پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہو تانے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ تین دفعہ کرتے تھے۔

۱۴- باب فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

۵۰۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءً بَرَكْتِهَا. [راجع: ۴۴۳۹]

۵۰۱۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا : ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ و﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ و﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

تَشْنِجُ | ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن اسلم رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ: وہ نہ سمجھے کہ کیا کہیں پھر فرمایا کہ: تو انہوں نے قل ہو اللہ احد پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ: پھر قل اعوذ برب الفلق پڑھی آپ نے پھر یہی فرمایا تو قل اعوذ برب الناس پڑھی تو آپ نے فرمایا اسی طرح پناہ مانگا کر ان جیسی پناہ مانگنے کی اور سورتیں نہیں ہیں۔

۱۵- باب نزول السکینۃ

باب قرآن کی تلاوت کے وقت سکینت اور فرشتوں کے اترنے کا بیان

وَالْمَلَائِكَةُ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

(۵۰۱۸) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یزید بن ابیہامہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت وہ سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو انہوں نے تلاوت بند کر دی تو گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب انہوں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے جب تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ ان کے بیٹے بچی چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھے اس لئے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابنِ حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے (تو بہتر تھا) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے بچی کو نہ کچل ڈالے، وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں نے سراور اٹھایا اور پھر بچی کی طرف گیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سراٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟ اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لئے قریب ہو رہے تھے اگر تم رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔ اور ابن ابیہامہ نے بیان کیا، کما جھ سے یہ حدیث عبداللہ بن خباب نے

۵۰۱۸- وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ : بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتْ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ فَسَكَتَ، فَقَرَأَ فَعَالَتْ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتَ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَعَالَتْ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ، وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ)). قَالَ : فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى، وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظِّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ، فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا، قَالَ : ((وَتَذَرِي مَا ذَٰلِكَ؟)) قَالَ : لَا. قَالَ : ((بَلَّكَ الْمَلَائِكَةُ دَنْتَ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحْتَ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا، لَا تَوَارَى مِنْهُمْ)). قَالَ ابْنُ الْهَادِ، وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَبَّابٍ، عَنْ

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ خُضَيْرٍ. بیان کی، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ نے۔

فرشتے غیر مرنی مخلوق ہیں اس لئے اللہ پاک نے اس موقع پر بھی ان کو نظروں سے پوشیدہ کر دیا۔ اس سے سورہ بقرہ کی انتہائی فضیلت ثابت ہوئی۔

۱۶- باب مَنْ قَالَ: لَمْ يَتْرِكِ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ
باب اس کے بارے میں جس نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے جو قرآن ترک کر کے چھوڑا وہ سب مصحف میں دو لوحوں کے درمیان محفوظ ہے، اس کا کنایہ صحیح ہے۔

۵۰۱۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ: أَتَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ. قَالَ: وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ.

(۵۰۱۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ میں اور شداد بن معقل ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ شداد بن معقل نے ان سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے اس قرآن کے سوا کوئی اور بھی قرآن چھوڑا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے (وحی متلو) جو کچھ بھی چھوڑی ہے وہ سب کی سب ان دو دفتیوں کے درمیان صحیفہ میں محفوظ ہے۔ عبد العزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ ہم محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان سے بھی پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جو بھی وحی متلو چھوڑی وہ سب دو دفتیوں کے درمیان (قرآن مجید کی شکل میں) محفوظ ہے۔

تشیع حضرت امام بخاریؒ نے یہ دونوں اثر لا کر ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر اترا تھا مگر ان آیات کو صحابہؓ نے نکال ڈالا۔ جب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جو آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اور محمد بن حنفیہ کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں ان باتوں کی خبر نہ ہو تو اور لوگوں کو کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ رافضیوں کا گمان غلط ہے (وحیدی)

اس سے ان رافضیوں کا رد منظور ہے جو کہتے ہیں یہ پورا قرآن نہیں ہے کئی سورتیں جو حضرت علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں اتری تھیں معاذ اللہ صحابہؓ نے ان کو نکال ڈالا ہے اور ایک شیعہ نے اپنی ایک کتاب میں ایک سورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر موسوم کر کے سورہ علی کے نام نقل کر ڈالی ہے اس کا شروع یہ ہے یا ایہا الذین امنوا امنوا بالقرآن انزلنا ہما یطلوان علیکم آیاتہا ویحذرانکم عذاب یوم عظیم الخ معاذ اللہ یہ ساری عبارت بالکل مہمل ہے جسے دیکھنے ہی سے اس کے گھڑنے والے کی حماقت معلوم ہوتی ہے۔ آج کل بھی بہت سے شیعہ حضرات اوہام باطلہ میں گرفتار ہیں جن کا خیال ہے کہ قرآن شریف کے دس پارے غائب کر دیئے گئے ہیں نعوذ باللہ من ہذہ الانحرافات۔

باب قرآن مجید کی فضیلت دوسرے تمام کلاموں پر کس قدر ہے؟

۱۷- باب فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ

یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث سے نکلتا ہے جسے امام ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے۔ اس میں یوں ہے کہ اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے خود اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے حدیث فان خیر الحدیث کتاب اللہ کا یہی مطلب ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ کلام الملوك ملوک الکلام بادشاہوں کا کلام بھی کلاموں کا بادشاہ ہوا کرتا ہے۔

(۵۰۲۰) ہم سے ابو خالد ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی (مومن کی) مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے سنگترے کی سی ہے جس کا مزا بھی لذیذ ہوتا ہے اور جس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو (مومن) قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا مزا تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور اس بدکار (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ریحانہ کی سی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس بدکار کی مثال جو قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

۵۰۲۰- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْتَمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ لَا رِيحَ لَهَا. وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ، وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، كَمَثَلِ الْخَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ، وَلَا رِيحَ لَهَا)).

[أطرافه في : ۵۰۵۹، ۵۴۲۷، ۷۵۶۰].

تشیع اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ اس میں قاری کی فضیلت مذکور ہے اور یہ فضیلت قرآن ہی کی وجہ سے ہے تو اس قرآن کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۵۰۲۱) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمانو! گزری امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر ایسی ہے جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک کا وقت ہوتا ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کچھ مزدور کام پر لگائے اور ان سے کہا کہ ایک قیراط مزدوری پر میرا کام صبح سے دوپہر دن تک کون کرے گا؟ یہ کام

۵۰۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مِّنْ خَلَا مِنَ الْأَمَمِ، كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَلًا، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ

یہودیوں نے کیا۔ پھر اس نے کہا کہ اب میرا کام آدھے دن سے عصر تک (ایک ہی قیراط مزدوری پر) کون کرے گا؟ یہ کام نصاریٰ نے کیا۔ پھر تم نے عصر سے مغرب تک دو دو قیراط مزدوری پر کام کیا۔ یہود و نصاریٰ قیامت کے دن کہیں گے ہم نے کام زیادہ کیا لیکن مزدوری کم پائی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تمہارا حق کچھ مارا گیا، وہ کہیں گے کہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر یہ میرا فضل ہے، میں جسے چاہوں اور جتنا چاہوں عطا کروں۔

عَلَى قِرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى، ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِرَاطَيْنِ قِرَاطَيْنِ، قَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقْلَى عَطَاءً، قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: فَذَلِكَ فَضْلِي أَوْتِيهِ مَنْ شِئْتَ)).

[راجع: ۵۵۷]

مطلب یہ ہے کہ ان امتوں کی عمریں بہت طویل تھیں اور تمہاری عمریں چھوٹی ہیں۔ اگلی امتوں کی عمر گویا طلوع آفتاب سے عصر تک ٹھہری اور تمہاری عصر سے لے کر مغرب تک جو اگلے وقت کی ایک چوتھائی ہے کام زیادہ کرنے سے یہود و نصاریٰ کا مجموعی وقت مراد ہے یعنی صبح سے لے کر عصر تک یہ اس وقت سے کہیں زائد ہے جو عصر سے لے کر مغرب تک ہوتا ہے۔ اب اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے پورا نہ ہو گا۔

۱۸- باب الوصایہ بکتاب اللہ عزوجل

وصیت مبارکہ کے الفاظ یوں منقول ہیں ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنتی (او کا قال) یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان ہر دو پر کار بند رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب قرآن شریف ہے دوسری چیز میری سنت یعنی حدیث ہے۔ فی الواقع جب تک مسلمان صرف ان دو پر کار بند رہے ان کا دنیا بھر میں طوطی بولتا تھا اور جب سے ان سے منہ موڑ کر اور تقلید شخصی میں پھنس کر آراء الرجال اور قیل و قال کے پیچھے لگے فرقوں فرقوں میں تقسیم ہو کر تباہ ہو گئے اور و تحسبہم جمیعاً و قلوبہم شنی۔

(۵۰۲۲) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے، کہا ہم سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کیا نبی کریم نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی گئی کہ مسلمانوں کو تو وصیت کا حکم ہے اور خود آنحضرت ﷺ نے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رہنے کی وصیت فرمائی تھی۔

۵۰۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ، أَمَرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصَ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ.

[راجع: ۲۷۴۰]

وصیت کی نفی سے مراد ہے کہ مال یا دولت یا دنیا کے امور میں یا خلافت کے باب میں کوئی وصیت نہیں کی اور اثبات سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر عمل کرتے رہنے کی یا اس کی تعلیم یا دشمن کے ملک میں نہ جانے کی وصیت کی تو دونوں فقروں میں تناقض نہ رہے گا۔

(وحیدی) حدیث میراث نازل ہونے کے بعد مال میں مطلق وصیت کرنا منسوخ ہو گیا۔

۱۹- باب مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ
وَقَوْلُهُ تَعَالَى :
﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ﴾
باب اس شخص کے بارے میں جو قرآن مجید کو خوش
آوازی سے نہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ ”کیا ان کے
لئے کافی نہیں ہے وہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی جو ان پر
پڑھی جاتی ہے۔“

طبری نے یحییٰ سے نکالا کچھ مسلمان اگلی کتابیں جو یہود سے حاصل کی تھیں، لے کر آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ لوگ کیسے بیوقوف
ہیں ان کا پیغمبر جو کتاب لایا اس کو چھوڑ کر دوسری کتابیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت اتری آیت سے ان لوگوں کا بھی رد
ہوتا ہے جو قرآن و حدیث کو چھوڑ کر قیل و قال اور آراء الرجال کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور وہ بھی مراد ہیں جو کتاب و سنت سے منہ
موڑ کر غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

۵۰۲۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ:
حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ((لَمْ يَأْذَنْ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ
لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ)). وَقَالَ
صَاحِبُ لَهُ: يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ.
[أطرافه في: ۵۰۲۴، ۷۴۸۲، ۷۵۴۴].
(۵۰۲۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد
نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو
ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان
کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں
سنی جتنی توجہ سے اس نے نبی کریم ﷺ کا قرآن بہترین آواز کے
ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن کا ایک دوست
عبد الحمید بن عبد الرحمن کہتا تھا کہ اس حدیث میں يتغنى بالقرآن
سے یہ مراد ہے کہ اچھی آواز سے اسے پکار کر پڑھے۔

تفسیر
ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا قرآن مجید کی تلاوت میں کس طرح کی آواز سب سے زیادہ پسند ہے؟
آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”جس تلاوت سے اللہ کا ذکر پیدا ہو۔“ یہ بھی روایت ہے کہ قرآن مجید کو اہل عرب کے لہجہ اور
ان کی آواز کے مطابق پڑھو۔ گانے والوں اور اہل کتاب کے لب و لہجہ سے قرآن مجید کی تلاوت میں پرہیز کرو، میرے بعد ایک قوم
ایسی پیدا ہوگی جو قرآن مجید کو گویوں کی طرح گا کر پڑھیں گے، یہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی اور ان کے دل فتنے
میں مبتلا ہوں گے۔ ایسی تلاوت قطعاً منع ہے جس میں گویوں کی نقل کی جائے۔ اس ممانعت کے باوجود آج پیشہ ور قاریوں نے قرأت
کے موجودہ طور و طریق جو ایجاد کئے ہیں ناقابل بیان ہیں اللہ تعالیٰ نیک سمجھ عطا کرے آمین۔

۵۰۲۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: ((مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ
(۵۰۲۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان
بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو سلمہ بن
عبد الرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اپنے

لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ)). قَالَ سُفْيَانُ تَفْسِيرُهُ يَسْتَغْنِي بِهِ. [راجع: ۵۰۲۳]
نبی کریم ﷺ کو بہترین آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے سنا ہے۔
سُفیان بن عیینہ نے کہا یتغنی سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر قناعت
کرے۔

تشیع اب مخالف کتابوں یا دنیا کے مال و دولت کی اس کو پرواہ نہ رہے اور قرآن ہی کو اپنی سب سے بڑی دولت سمجھے۔ خوش
آوازی سے قرآن کا پڑھنا مسنون ہے یعنی ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ متوسط آواز سے پڑھنا۔ خوش آوازی سے یہ مراد
نہیں کہ گانے کی طرح پڑھے۔ مالکیہ نے اسے حرام کہا ہے اور شافعیہ اور حنفیہ نے مکروہ رکھا ہے۔ حافظ نے کہا اس کا یہ مطلب ہے کہ
کسی حرف کے نکالنے میں غلل نہ آئے اگر حروف میں تغیر ہو جائے تو بلا جماع حرام ہے۔

۲۰- باب اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ
۵۰۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ
آتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ،
وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ
آتَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)). [طرفه في: ۷۵۲۹].

باب قرآن مجید پڑھنے والے پر رشک کرنا جائز ہے
(۵۰۲۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی،
ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبد اللہ نے
بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا
کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ رشک تو بس دو
ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے، ایک تو اس پر جسے اللہ نے قرآن مجید کا علم
دیا اور وہ اس کے ساتھ رات کی گھڑیوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا رہا
اور دوسرا آدمی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے محتاجوں پر
رات دن خیرات کرتا رہا۔

۵۰۲۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا
رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلِيمَانَ، سَمِعْتُ
ذُكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي
اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ
آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ
فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فَلَانٌ،
فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ
مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ
لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فَلَانٌ، فَعَمِلْتُ
مِثْلَ مَا يَعْمَلُ)).

(۵۰۲۶) ہم سے علی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
روح بن عبادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا،
ان سے سلیمان نے، انہوں نے کہا میں نے ذکوان سے سنا اور انہوں
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا
رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہونا چاہئے ایک اس پر جسے اللہ تعالیٰ نے
قرآن کا علم دیا اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے کہ اس کا
پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش مجھے بھی اس جیسا علم قرآن ہوتا اور
میں بھی اس کی طرح عمل کرتا اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ
اسے حق کے لئے لٹا رہا ہے (اس کو دیکھ کر) دوسرا شخص کہہ اٹھتا ہے
کہ کاش میرے پاس بھی اس کے جتنا مال ہوتا اور میں بھی اس کی
طرح خرچ کرتا۔

[أطرافه في : ٧٢٣٢، ٧٥٢٨].

اس کی تفسیر کتاب العلم میں گزر چکی ہے رشک یعنی دوسرے کو جو نعمت اللہ نے دی ہے اس کی آرزو کرنا یہ درست ہے، حد درست نہیں۔ حد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے۔ حد بہت ہی برا مرض ہے جو انسان کو اور اس کی جملہ نیکیوں کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔

۲۱- باب خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

باب تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے

قرآن سیکھنے سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ اس کے الفاظ پڑھنا سیکھنا بلکہ الفاظ کو صحت کے ساتھ سیکھ پھر ان کے معنی پھر مطلب اور شان نزول وغیرہ غرض حدیث اور قرآن میں دو علم دین کے ہیں جو شخص ان کی تعلیم اور تعلم میں مصروف ہے اس کا درجہ سارے مسلمانوں سے بڑھ کر ہے۔ مولانا فضل الرحمن گنج فرمایا کرتے تھے اگر کوئی شخص رات بھر عبادت کرتا رہے یعنی اذکار اور نوافل میں مصروف رہے وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو رات کو ایک گھنٹہ بھی قرآن کے الفاظ اور مطالب اور معانی کی تحقیق میں اپنا وقت صرف کرے۔ حقیقت میں علم دین ساری نیکیوں کی جڑ ہے اور علم ہی پر ساری درویشی اور زہد کا دار و مدار ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ نے کسی جاہل کو کبھی اپنا ولی نہیں بنایا جاہل سے مراد وہ شخص ہے جس کو بقدر ضرورت بھی قرآن و حدیث کا علم نہ ہو۔

۵۰۲۷- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) . قَالَ : وَأَقْرَأُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي إِمْرَةِ بْنِ عُثْمَانَ حَتَّى كَانَ الْحَجَّاجُ، قَالَ : وَذَلِكَ الَّذِي أَفْعَدَنِي مَقْعَدِي هَذَا . [طرفه في : ٥٠٢٨].

(۵۰۲۷) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی، انہوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا، انہوں نے ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے اور انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے حجاج بن یوسف کے عراق کے گورنر ہونے تک قرآن مجید کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (قرآن مجید پڑھانے کے لئے) بٹھا رکھا ہے۔

آج بھی کتنے خوش قسمت بزرگ ایسے ملیں گے جنہوں نے تعلیم قرآن میں اپنی ساری عمروں کو ختم کر دیا ہے بلکہ اسی حال میں وہ اللہ سے جا ملے ہیں رحمہ اللہ اجمعین۔

۵۰۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) . [راجع : ٥٢٧]

(۵۰۲۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن مرثد نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے، ان سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔

(۵۰۲۹) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول (کی رضا) کے لئے ہبہ کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھے عورتوں سے نکاح کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر انہیں (مہر میں) ایک کپڑا لاکے دے دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے تو یہ بھی میسر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا پھر انہیں کچھ تو دو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ اس پر بہت پریشان ہوئے (کیونکہ ان کے پاس یہ بھی نہ تھی) آنحضرت نے فرمایا اچھا تم کو قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر میں نے تمہارا ان سے قرآن کی ان سورتوں پر نکاح کیا جو تمہیں یاد ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ تو یہ سورتیں اس عورت کو سکھلا دے یہی مرہ ہے۔ اس حدیث کی مزید تشریح کتاب النکاح میں آئے گی اور باب کا مطلب اس سے یوں نکلتا ہے کہ آپ نے قرآن کی عظمت اس طرح سے ظاہر کی کہ وہ دنیا میں بھی مال و دولت کے قائم مقام ہے اور آخرت کی عظمت تو ظاہر ہے۔ (وحیدی)

باب زبانی قرآنی مجید کی تلاوت کرنا

(۵۰۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک خاتون رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے کے لئے آئی ہوں۔ آنحضرت نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچے کر لی اور سر جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی پھر آنحضرت کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیں۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ (مہر کے

۵۰۲۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ: زَوَّجْنِيهَا. قَالَ: ((أَعْطَيْهَا ثَوْبًا)). قَالَ: لَا أَجِدُ. قَالَ: ((أَعْطَيْهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ: ((مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). قَالَ: كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: ((فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

۲۲۔ باب الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ.

۵۰۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهْبَ لَكَ نَفْسِي. فَظَنَرُ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَاطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضَ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ. فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرَّوْجْنِيهَا.

لئے) بھی ہے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم تو آنحضرتؐ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز ملے، وہ صاحب گئے اور واپس آگئے اور عرض کیا نہیں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! مجھے وہاں کوئی چیز نہیں ملی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر دیکھ لو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سی۔ وہ صاحب گئے اور پھر واپس آگئے اور عرض کیا نہیں۔ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مجھے نہیں ملی۔ البتہ یہ ایک تہہ میرے پاس ہے۔ حضرت سہلؓ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی چادر بھی (اوڑھنے کے لئے) نہیں تھی۔ ان صحابی نے کہا کہ خاتون کو اس میں سے آدھا پھاڑ کر دیدیتجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے اس تہہ کا وہ کیا کرے گی۔ اگر تم اسے پہنتے ہو تو اس کے قابل نہیں رہتا اور اگر وہ پہنتی ہے تو تمہارے قابل نہیں۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے۔ آنحضرتؐ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں؟ انہوں نے ان کے نام گنائے۔ آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کیا تم انہیں زبانی پڑھ لیتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جاؤ تمہیں قرآن مجید کی جو سورتیں یاد ہیں ان کے بدلہ میں میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔

[راجع: ۲۳۱۰]

تشیخ انتہائی ناداری کی حالت میں آج بھی یہ حدیث دین کے آسان ہونے کو ظاہر کر رہی ہے۔ مگر صد افسوس کہ فقہاء کی خود ساختہ حد بندیوں نے دین کو بے حد مشکل بلکہ ناقابل عمل بنا دیا ہے، اس سے قرآن مجید کو حفظ کرنے کی بھی فضیلت نکلتی ہے۔ مبارک ہیں وہ مسلمان جن کو قرآن مجید پورا زبان یاد ہے اللہ پاک عمل کی بھی سعادت نصیب کرے آمین۔

باب قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے اور یاد کرتے رہنا

(۵۰۳۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے اور

فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ)). فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((أَذْهَبَ إِلَيَّ أَهْلُكَ فَأَنْظُرُ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)). فَذْهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. قَالَ: ((أَنْظُرْ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَذْهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِذَاءٌ فَلَهَا نَصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ، ثُمَّ قَامَ فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُؤْتِيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) قَالَ: مَعِيَ سُورَةُ كَذَا، وَسُورَةُ كَذَا، وَسُورَةُ كَذَا. عَدُّهَا قَالَ: ((أَتَقْرَأُوهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ)). قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَذْهَبَ فَقَدْ مَلَكَتْهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

۲۳- باب استذکار القرآن وتعاہدہ.

۵۰۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ

صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمَغْفَلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ)). وہ اس کی نگرانی رکھے گا تو وہ اسے روک سکے گا ورنہ وہ رسی تڑوا کر بھاگ جائے گا۔

کیونکہ اگر قرآن کا پڑھنا چھوڑ دے گا تو وہ بھول جائے گا اکثر حافظوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سستی کے مارے قرآن کا پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں پھر ساری محنت برباد ہو جاتی ہے اور قرآن مجید کو بھول جاتے ہیں۔

۵۰۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْنَمَا مَا لَأُخَذِهِمْ أَنْ يَقُولَ: نَسِيتُ آيَةَ كَيْتٍ وَكَيْتٍ بَلْ نُسِي، وَاسْتَذْكُرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفْصِيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ)). (طرفہ فی : ۵۰۳۹)۔

۵۰۳۲) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہت برا ہے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں (کہنا چاہئے) کہ مجھے بھلا دیا گیا اور قرآن مجید کا پڑھنا جاری رکھو کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ کے بھاگنے سے بھی بڑھ کر ہے۔

تشریح کیونکہ اللہ ہی بندے کے تمام افعال کا خالق ہے گو بندے کی طرف بھی افعال کی نسبت کی جاتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اپنی طرف نسبت دینے میں گویا اپنا اختیار رہتا ہے کہ میں بھول گیا اگرچہ بہت سی حدیثوں میں نسیان کی نسبت آنحضرت ﷺ نے اپنی طرف ہی کی ہے اور قرآن مجید میں ہے۔ ﴿وَمَا لَا تَأْخُذْنَا أَنْ نَسِينَا أَوْ إِخْطَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) (یہ تشریح لفظ نسیان آیت کیت وکیت سے متعلق ہے)

۵۰۳۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ مَثْلَهُ. تَابِعَهُ بِشْرٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابِعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ شَقِيقٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے، اور ان سے منصور بن معتمر نے پچھلی حدیث کی طرح۔ محمد بن عرعہ کے ساتھ اس کو بشر بن عبداللہ نے بھی عبداللہ بن مبارک سے، انہوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور محمد بن عرعہ کے ساتھ اس کو ابن جریج نے بھی عبدہ سے، انہوں نے شقیق بن مسلمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۵۰۳۳) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ بن جابر نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کا پڑھتے رہنا لازم پکڑ لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑوا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔

کتنے حافظ ایسے دیکھے گئے جنہوں نے تلاوت کرنا چھوڑ دیا اور قرآن مجید انکے ذہنوں سے نکل گیا۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب سواری پر تلاوت کرنا

(۵۰۳۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو ایاس نے خبر دی، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ سواری پر سورۃ الفتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔

۲۴- باب الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

۵۰۳۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِيَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ.

[راجع: ۴۲۸۱]

قرآن پاک کی تلاوت بھی ایک قسم کا ذکر الہی ہے جو آیت ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ (آل عمران: ۱۹۱) کے تحت ضروری ہے۔

باب بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا

یہ باب لا کر امام بخاری نے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی کا رد کیا جنہوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ قرآن کی تفسیر مجھ سے پوچھو میں نے بچپن میں قرآن کو یاد کر لیا تھا۔ نووی نے کہا سفیان بن عیینہ نے چار برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ (۵۰۳۵) مجھ سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ جن سورتوں کو تم ”مفصل“ کہتے ہو وہ سب ”محکم“ ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میری عمر دس سال کی تھی اور میں نے محکم سورتیں سب پڑھ لی تھیں۔

۲۵- باب تَعْلِيمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ

۵۰۳۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: إِنَّ الَّذِي تَذَوُّعُهُ الْمُفْصَلُ هُوَ الْمُحْكَمُ. قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ. [طرفہ فی: ۵۰۳۶].

(۵۰۳۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے محکم سورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب یاد کر لی تھیں، میں نے پوچھا کہ محکم سورتیں کون سی ہیں؟ کہا کہ ”مفصل“

۵۰۳۶- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ: الْمُفْصَلُ.

[راجع: ۵۰۳۵]

یعنی سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک۔ محکم سے مراد وہ ہے جو منسوخ نہ ہو۔ فقلت له ابو بشر کلام ہے اور قال کی ضمیر سعید بن جبیر کی طرف پھرتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگلی روایت میں یہ صراحت ہے کہ یہ کلام سعید بن جبیر کا ہے، حافظ نے ایسا ہی کہا ہے اور عینی نے اپنی عادت کے موافق حافظ صاحب پر اعتراض جمایا کہ یہ ظاہر کے خلاف ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ

تَفْسِيرُ

تقلت له سعيد كالكلام ہے اور لہ کی ضمیر ابن عباس کی طرف پھرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تو خود حافظ صاحب نے کہا ہے کہ ظاہر متبادر یہی ہے لیکن انہوں نے مبہم روایت کو مفسر روایت کے موافق محمول کیا اور یہی مناسب ہے (وحیدی)

باب قرآن مجید کو بھلا دینا اور کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا ہوں اور اللہ کا فرمان ”ہم آپ کو قرآن پڑھادیں گے پھر آپ اسے نہ بھولیں گے سوا ان آیات کے جنہیں اللہ چاہے۔“

۲۶- باب نسيان القرآن وهل

يقول نسييت آية كذا وكذا؟

وقول الله تعالى : ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾

اس آیت سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ نسیان کی نسبت آدمی کی طرف ہو سکتی ہے۔

(۵۰۳۷) ہم سے ربیع بن یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زائدہ بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں سورت کی فلاں آیتیں یاد دلا دیں۔

۵۰۳۷- حَدَّثَنَا رُبَيْعُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا)). [راجع: ۲۶۵۵]

ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے (اضافہ کے ساتھ بیان کیا کہ) میں نے فلاں سورت کی فلاں آیتیں بھلا دی تھیں۔ محمد بن عبید کے ساتھ اس کو علی بن مسر اور عبیدہ نے بھی ہشام سے روایت کیا ہے۔

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا عَيْسَى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ : أَسْفَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ.

(۵۰۳۸) ہم سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو رات کے وقت ایک سورت پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں آیتیں یاد دلا دیں جو مجھے فلاں سورتوں میں سے بھلا دی گئی تھیں۔

۵۰۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةِ الْبَلْبَلِ فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أَنْسِيْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا)). [راجع: ۲۶۵۵]

(۵۰۳۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے

۵۰۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا بلکہ اسے (یوں کہنا چاہئے) کہ میں فلاں فلاں آیتوں کو بھلا دیا گیا۔

بُنْ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بُنْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةً كُنْتُ وَكُنْتُ، بَلْ هُوَ نُسْيٌ)). [راجع: ۵۰۳۲]

تشیع احادیث منقولہ اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔ قرآن کا یاد ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسے بھول جانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ کوشش انسان کا کام ہے پس ہر مسلمان کو قرآن مجید کے یاد رکھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے جو لوگ قرآن مجید یاد کر کے اسے پڑھنا چھوڑ دیں اور وہ قرآن مجید ان کے ذہن سے نکل جائے ایسے غافل انسان کے لئے سخت ترین وعید آئی ہے اور اس شخص پر واجب ہے کہ روزانہ قرآن پاک کچھ حصہ بلاتمہ دہرا لیا کرے۔ اس تسلسل سے قرآن پاک ذہن میں محفوظ رہے گا اور آنحضرت ﷺ ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ میرے ذمہ اس کا آپ کے سینہ میں جمع کرنا اور زبان سے اس کی تلاوت کرانا ہے تو امت محمدیہ پر بھی واجب ہے کہ تلاوت قرآن پاک روزانہ کیا کرے تاکہ اس کو بھولنے نہ پائے۔

۲۷- باب: مَنْ لَمْ يَرِ بَأْسًا أَنْ يَقُولَ
سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَسُورَةُ كَذَا
باب جن کے نزدیک سورہ بقرہ یا فلاں فلاں سورت (نام کے ساتھ) کہنے میں کوئی حرج نہیں

یہ باب لاکر حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا جسے طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا کہ یوں نہ کہو سورہ بقرہ سورہ آل عمران بلکہ یوں کہوں کہ وہ سورت جن میں بقرہ کا ذکر ہے اس طرح سارے قرآن میں۔ اس کی سند میں عیسیٰ بن میمون عطا ضعیف ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں لکھا ہے۔

۵۰۴۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ. حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ. مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَا)). [راجع: ۵۰۰۸]

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ اور عبد الرحمن بن یزید نے اور ان سے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سورہ بقرہ کے آخر کی دو آیتوں کو جو شخص رات میں پڑھ لے گا وہ اس کے لئے کافی ہوں گی۔

حدیث ہذا میں سورہ بقرہ نام مذکور ہے یہی باب اور حدیث میں وجہ مطابقت ہے۔

۵۰۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ. قَالَ: أَخْبَرَنِي غُرُوقَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ حَدِيثِ الْمُسَوِّدِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو عروہ بن زبیر نے مسعود بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری سے خبر دی کہ ان دونوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورہ فرقان پڑھتے سنا۔ میں ان کی قرأت کو غور سے سننے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے بہت سے طریقوں میں تلاوت کر رہے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں سکھایا تھا۔ ممکن تھا کہ میں نماز ہی میں ان کا سر پکڑ لیتا لیکن میں نے انتظار کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کے گلے میں چادر لپیٹ دی اور پوچھا یہ سورتیں جنہیں ابھی ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے میں نے سنا ہے تمہیں کس نے سکھائی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح ان سورتوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی یہ سورتیں پڑھائی ہیں جو میں نے تم سے سنی۔ میں انہیں کھینچتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے خود سنا کہ یہ شخص سورہ فرقان ایسی قرأت سے پڑھ رہا تھا۔ جس کی تعلیم آپ نے ہمیں نہیں دی ہے آپ مجھے بھی سورہ فرقان پڑھا چکے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہشام! پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے اسی طرح اس کی قرأت کی جس طرح میں ان سے سن چکا تھا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا عمر! اب تم پڑھو۔ میں نے بھی اسی طرح قرأت کی جس طرح آنحضرت ﷺ نے مجھے سکھایا تھا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید سات قسم کی قرأتوں پر نازل ہوا ہے بس تمہارے لئے جو آسان ہو اس کے مطابق پڑھو۔

اس حدیث شریف میں سورہ فرقان کا لفظ ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ امور مختلفہ میں اشتقاق و افتراق سے بچنا ضروری ہے۔

(۵۰۴۲) ہم سے بشر بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم کو اعلیٰ بن مسرہ نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری کو رات کے وقت مسجد میں قرآن مجید پڑھتے

يَقُولُ : سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرُؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقَرِّئِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَكِدْتُ أَسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَانْظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَتَبْتُهُ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ، فَوَرَّ اللَّهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقُوذُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقَرِّئِيهَا، وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ. فَقَالَ: ((يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا)). فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَكَذَا أَنْزَلْتُ)). ثُمَّ قَالَ: ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ)). فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَكَذَا أَنْزَلْتُ)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)). [راجع: ۲۴۱۹]

۵۰۴۲ - حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ آدَمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ:

ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ اس آدمی پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جنہیں میں نے فلاں فلاں سورتوں میں سے چھوڑ رکھا تھا۔

باب قرآن مجید کی تلاوت صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر کرنا
اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ مزمل میں فرمایا ”اور قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھ۔“ (یعنی ہر ایک حرف اچھی طرح نکال کر اطمینان کے ساتھ) اور سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا اور ہم نے قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے بھیجا کہ تو ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائے اور شعرو سخن کی طرح اس کا جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سورت میں جو فرقنا کا لفظ ہے (وقرانا فرقناه) اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے اسے کئی حصے کر کے اتارا۔

(۵۰۴۳) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، کہا ہم سے واصل احدب نے، ان سے ابو وائل نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم ان کی خدمت میں صبح سویرے حاضر ہوئے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ رات میں نے (تمام) مفصل سورتیں پڑھ ڈالیں۔ اس پر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بولے جیسے اشعار جلدی جلدی پڑھتے ہیں تم نے ویسے ہی پڑھ لی ہوں گی۔ ہم نے قرأت سنی ہے اور مجھے وہ جوڑ والی سورتیں بھی یاد ہیں جن کو ملا کر نمازوں میں نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ یہ اٹھارہ سورتیں مفصل کی ہیں اور وہ دو سورتیں جن کے شروع میں حم ہے۔

(۵۰۴۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں۔“ بیان کیا کہ جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے تو رسول کریم ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ

((يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا، آيَةً اسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةٍ كَذَا وَكَذَا)).

[راجع: ۲۶۵۵]

۲۸- باب الترتیل فی القراءة، وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ وَقَوْلُهُ: ﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْتٍ﴾ وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذَا الشَّعْرِ يُفَرَّقُ: يُفَصِّلُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَقْنَاهُ: فَصَّلْنَاهُ.

۵۰۴۳- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ: قَرَأْتُ الْمُفْصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ: هَذَا كَهَذَا الشَّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ، وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقُرْآنَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ ثَمَانِي عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفْصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حَم.

[راجع: ۷۷۵]

۵۰۴۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ،

کے لئے وحی یاد کرنے میں بہت بار پڑتا تھا اور یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہو جاتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو سورہ "الاقسم بیوم القیمة" میں ہے، نازل کی کہ آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا تو جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے پیچھے پڑھا کریں پھر آپ کی زبان سے اس کی تفسیر بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔" راوی نے بیان کیا کہ پھر جب جبریل علیہ السلام آتے تو آپ سر جھکا لیتے اور جب واپس جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے یاد کروانے کا وعدہ کیا تھا۔ کہ تیرے دل میں جمادینا اس کو پڑھا دینا ہمارا کام ہے پھر آپ اس کے موافق پڑھتے۔

[راجع: ۵]

آیت ﴿ثم ان علينا بيانه﴾ (القیامہ: ۱۹) سے ثابت ہوا کہ سلسلہ تفسیر قرآن رسول کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا جسے لفظ حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ سارا ذخیرہ بھی اللہ پاک ہی کا تعلیم فرمودہ ہے۔ اسی سے احادیث کو وحی غیر متلو سے تعبیر کیا گیا ہے جو لوگ احادیث صحیحہ کے منکر ہیں وہ قرآن پاک کی اس آیت کا انکار کرتے ہیں اس لئے وہ صرف منکر حدیث ہی نہیں بلکہ منکر قرآن بھی ہیں ہداهم اللہ الی صراط مستقیم آیت۔

باب قرآن مجید پڑھنے میں مد کرنا یعنی جہاں مد ہو اس حرف کو کھینچ کر ادا کرنا

۲۹- باب مدّ القِراءَةِ

(۵۰۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم ازدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی تلاوت قرآن مجید کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتلایا کہ آنحضور ﷺ ان الفاظ کو کھینچ کر پڑھتے تھے جن میں مد ہوتا تھا۔

۵۰۴۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا. [طرفه في: ۵۰۴۶].

(۵۰۴۶) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قرأت کیسی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ مد کے ساتھ۔ پھر آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا اور کہا کہ بسم اللہ (میں اللہ کی لام) کو مد کے ساتھ پڑھتے "الرَّحْمَنُ" (میں ميم) کو مد کے ساتھ پڑھتے اور "الرَّحِيمُ" (میں حاء) کو مد کے ساتھ پڑھتے۔

۵۰۴۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سِئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللَّهِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ. [راجع: ۵۰۴۵]

۳۰- باب التَّرجیع

باب قرآن شریف پڑھتے وقت حلق میں آواز کو گھمانا اور
خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھنا

(۵۰۴۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ایاس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار ہو کر تلاوت کر رہے تھے۔ سواری چل رہی تھی اور آپ سورۃ فتح پڑھ رہے تھے یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) سورۃ فتح میں سے پڑھ رہے تھے نرمی اور آہستگی کے ساتھ قرات کر رہے تھے اور آواز کو حلق میں دہراتے تھے۔

[راجع: ۴۲۸۱]

دہرانے سے حروف قرآنی میں مد و جز پیدا کرنا مراد ہے جو حسن صوت کی صورت ہے۔

باب خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا مستحب ہے

(۵۰۴۸) ہم سے محمد بن خلف ابو بکر عسقلانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو یحییٰ حمّانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو موسیٰ! تجھے داؤد علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو خوش آوازی کا معجزہ دیا گیا تھا۔ وہ جب بھی زبور خوش آوازی سے پڑھتے ایک عجیب سا بندھ جاتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

باب اس شخص کے بارے میں جس نے قرآن مجید کو
دوسرے سے سننا پسند کیا

(۵۰۴۹) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن سناؤں آپ پر تو قرآن نازل

۵۰۴۷- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ، أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرْجَعُ.

۳۱- باب حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ
۵۰۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا أَبَا مُوسَى، لَقَدْ أُوتِيتَ مُؤَمَّرًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)).

۳۲- باب مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَمِعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ.

۵۰۴۹- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)). قُلْتُ: اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ

ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قرآن مجید دوسرے سے سنا محبوب رکھتا ہوں۔

باب قرآن مجید سننے والے کا پڑھنے والے سے کہنا کہ
بس کر بس کر

(۵۰۵۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں، آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں سناؤ۔ چنانچہ میں نے سورۃ نساء پڑھی جب میں آیت فکیف اذاجننا من کل امۃ بشہید وجننا بک علی ہولاء شہیدا پر پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آیت شریفہ کو سن کر مذکورہ منظر قیامت آنکھوں میں سا گیا جس سے آپ ابدیدہ ہو گئے بلکہ قرآن کریم کا یہی تقاضا ہے کہ موقع و محل کے لحاظ سے آیات قرآن کا پورا پورا اثر لیا جائے اللہ پاک ہم کو ایسی ہی توفیق بخشے (آمین)

باب کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کرنا چاہئے؟ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”پس پڑھو جو کچھ بھی اس میں سے تمہارے لئے آسان ہو۔“

(۵۰۵۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن شبرمہ نے بیان کیا (جو کوفہ کے قاضی تھے) کہ میں نے غور کیا کہ نماز میں کتنا قرآن پڑھنا کافی ہو سکتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک سورت میں تین آیتوں سے کم نہیں ہے۔ اس لئے میں نے یہ رائے قائم کی کہ کسی کے لئے تین آیتوں سے کم پڑھنا مناسب نہیں۔ علی المدینی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم کو منصور نے خبر دی، انہیں

أُنزِلَ قَالَ: ((إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)). [راجع: ۴۵۸۲]

۳۳- باب قول المقرء للقرأى:
حسبك

۵۰۵۰- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ غُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَتُرِل؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَرَأْتُ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ، وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ: ((حَسْبُكَ الْآنَ)). فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. [راجع: ۴۵۸۲]

۳۴- باب في كم يقرأ القرآن؟
وقول الله تعالى ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾

۵۰۵۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شَبْرَمَةَ: نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَلَمْ أَجِدْ سُورَةَ أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ، فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قَالَ عَلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ أَخْبَرَهُ عُلُقَمَةُ

ابراہیم نے، انہیں عبدالرحمن بن یزید نے، انہیں علقمہ نے خبر دی اور انہیں ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے (علقمہ نے بیان کیا کہ) میں نے ان سے ملاقات کی تو وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا (کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا) کہ جس نے سورہ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں بطور قرأت کم سے کم دو آیتوں کا پڑھ لینا بھی کافی ہو گا حضرت امام بخاری کا منشاء اسی مسئلے کو بیان کرنا ہے اور یہی ما تیسر منہ کی تفسیر ہے۔

(۵۰۵۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے مغیرہ بن مقسم نے، ان سے مجاہد بن جبر نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرا نکاح ایک شریف خاندان کی عورت (ام محمد بنت حمیمہ) سے کر دیا تھا اور ہمیشہ اس کی خبر گیری کرتے رہتے تھے اور ان سے بار بار اس کے شوہر (یعنی خود ان) کے متعلق پوچھتے رہتے تھے۔ میری بیوی کہتی کہ بہت اچھا مرد ہے۔ البتہ جب سے میں ان کے نکاح میں آئی ہوں انہوں نے اب تک ہمارے بستر پر قدم بھی نہیں رکھا نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا۔ جب بہت دن اسی طرح ہو گئے تو والد صاحب نے مجبور ہو کر اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ چنانچہ میں اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے ملا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ روزہ کس طرح رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ روزانہ پھر دریافت فرمایا قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہر رات۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو اور قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر دو دن بلا روزے کے رہو اور ایک دن روزے سے۔ میں نے عرض کیا مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر وہ روزہ رکھو جو سب سے افضل ہے، یعنی داؤد علیہ السلام کا روزہ، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيْتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ: ((أَنْ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّاهُ)). [راجع: ۴۰۰۸]

۵۰۵۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَغِيرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أُنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كُنْتُهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْضِهَا، فَتَقُولُ: نَعَمْ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ، لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يَفْتَشْ لَنَا كَنْفًا مُذْ أَتَيْنَاهُ، فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ، فَقَالَ: الْقِنِي بِهِ فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ، فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصُومُ؟)) قَالَ: كُلُّ يَوْمٍ قَالَ: ((وَكَيْفَ تَحْتِمُ؟)) قَالَ: كُلُّ لَيْلَةٍ. قَالَ: ((صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ، وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)). قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ)). قَالَ: قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((أَفْطِرُ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا)) قُلْتُ أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ، صِيَامَ يَوْمٍ وَافْطَارَ يَوْمٍ، وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعٍ لَيْالٍ مَرَّةً)). فَلَقِيتَنِي قَبْلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ أَنِّي كَبُرْتُ

قرآن مجید سات دن میں ختم کرو۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کاش میں نے آنحضرت ﷺ کی رخصت قبول کر لی ہوتی کیونکہ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ حجاج نے کہا کہ آپ اپنے گھر کے کسی آدمی کو قرآن مجید کا ساتواں حصہ یعنی ایک منزل دن میں سنا دیتے تھے۔ جتنا قرآن مجید آپ رات کے وقت پڑھتے اسے پہلے دن میں سنا رکھتے تاکہ رات کے وقت آسانی سے پڑھ سکیں اور جب (قوت ختم ہو جاتی اور نڈھال ہو جاتے اور) قوت حاصل کرنی چاہتے تو کئی کئی دن روزہ نہ رکھتے اور ان دنوں کو شمار کرتے اور پھر اتنے ہی دن ایک ساتھ روزہ رکھتے کیونکہ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جس چیز کا رسول اللہ ﷺ کے آگے وعدہ کر لیا ہے (ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا) اس میں سے کچھ بھی چھوڑیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے تین دن میں اور بعض نے پانچ دن میں۔ لیکن اکثر نے سات راتوں میں ختم کی حدیث روایت کی ہے۔

وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْحَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ، وَالَّذِي يَقْرَأُهُ يَغْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخْفَ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَخْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ، كَرَاهِيَةً أَنْ يَتْرَكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ عَلَى سَبْعٍ.

[راجع: ۱۱۳۱]

اس حدیث میں ختم قرآن کی مدتوں کا بیان ہے، باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

(۵۰۵۳) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے محمد بن عبد الرحمن نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا۔ قرآن مجید تم کتنے دن میں ختم کر لیتے ہو؟

۵۰۵۳- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟)). [راجع: ۱۱۳۱]

(۵۰۵۴) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبید اللہ بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں شیبان نے، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں بنی زہرہ کے مولیٰ محمد بن عبد الرحمن نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے۔ یحییٰ نے کہا اور میں خیال کرتا ہوں شاید میں نے یہ حدیث خود ابو سلمہ سے سنی ہے۔ بلا واسطہ (محمد بن عبد الرحمن کے) خیر ابو سلمہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا ہر مہینے میں قرآن کا ایک ختم کیا کرو میں نے عرض کیا مجھ کو تو زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا

۵۰۵۴- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: وَاحْسِبْنِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ))، قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، حَتَّى قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ)).

[راجع: ۱۱۳۱]

اچھاسات راتوں میں ختم کیا کر اس سے زیادہ مت پڑھ۔

اس حدیث میں بھی ختم قرآن کی مدت معین کی گئی ہے۔

باب قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت (خوف الہی سے) رونا
(۵۰۵۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبیدہ سلمانی نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ یحییٰ قطان نے کہا اس حدیث کا کچھ ٹکڑا اعمش نے ابراہیم سے خود سنا ہے اور کچھ ٹکڑا عمرو بن مرہ سے، انہوں نے ابراہیم سے سنا ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

(دوسری سند) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ اعمش نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا تو خود ابراہیم سے سنا اور ایک ٹکڑا اس حدیث کا مجھ سے عمرو بن مرہ نے نقل کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا آنحضرتؐ کے سامنے میں کیا تلاوت کروں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہی ہوتا ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر میں نے سورہ نساء پڑھی اور جب میں آیت فکیف اذا جننا من کل امة بشہید وجننا بک علی ہؤلاء شہیدا پر پہنچا تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ (آنحضرتؐ نے) کف فرمایا یا امسک راوی کو شک ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

کف اور امسک ہر دو کے ایک معنی ہیں یعنی رک جاؤ۔ آیت میں محشر میں رسول اللہ ﷺ کے اس وقت کا ذکر ہے جب آپ اپنی امت پر گواہی کے لئے پیش ہوں گے۔

(۵۰۵۶) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد

۳۵۔ باب الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ
۵۰۵۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى : بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۰۰۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْأَعْمَشُ : وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الصُّحْحَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((اقْرَأْ عَلَيَّ)). قَالَ قُلْتُ : اقْرَأْ عَلَيَّ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ؟ قَالَ : ((إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)). قَالَ : فَقَرَأْتُ النَّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ لِي : ((كُفْ أَوْ أَمْسِكْ)) فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذَرِفَانِ.

[راجع: ۴۵۸۲]

۵۰۵۶۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا کیا میں سناؤں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کسی سے سنا محبوب رکھتا ہوں۔

باب اس شخص کی برائی میں جس نے دکھاوے یا شکم پروری یا فخر کے لئے قرآن مجید کو پڑھا

(۵۰۵۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے خثیمہ بن عبد الرحمن کوئی نے، ان سے سوید بن غفلہ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم سے سنا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی نوجوانوں اور کم عقلوں کی۔ یہ لوگ ایسا بہترین کلام پڑھیں گے جو بہترین خلق کا (پیغمبر کا) ہے یا ایسا کلام پڑھیں گے جو سارے خلق کے کلاموں سے افضل ہے۔ (یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے اس سے سند لائیں گے) لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے خلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت میں اس شخص کے لئے باعث اجر ہو گا جو انہیں قتل کر دے گا۔

خارجی مراد ہیں جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور آیات قرآنی کا بے محل استعمال کر کے مسلمانوں میں فتنہ برپا کیا۔

(۵۰۵۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسوی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید انصاری نے، انہیں محمد بن ابراہیم بن حارث تنیسی نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ

عَنْهُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((أَفْرَأُ عَلَىكَ وَعَلَيْكَ أَنْزِلُ؟ قَالَ: ((إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)).

[راجع: ۴۵۸۲]

۳۶- باب مَنْ رَأَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

أَوْ تَأْكَلَ بِهِ أَوْ فَحَرَ بِهِ

۵۰۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَثِيمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حَدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَخْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّبِيِّ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ۳۶۱۱]

۵۰۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّنِيسِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ:

تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ (کہ تیر چلانے والا) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے پر پر دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ بس سو فار میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔

سو فار تیر کا وہ مقام جو چلہ سے لگایا جاتا ہے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے راوی کو شک ہے کہ آپ نے سو فار کا ذکر کیا یا نہیں۔ معنی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح تیر شکار کو لگتے ہی باہر نکل جاتا ہے۔ وہی حال ان لوگوں کا ہو گا کہ اسلام میں آتے ہی باہر ہو جائیں گے اور جس طرح تیر میں شکار کے خون وغیرہ کا بھی کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا وہی حال ان کی تلاوت کا ہو گا۔ مراد ان سے خوارج ہیں جنہوں نے خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ ظاہر میں بڑی دینداری کا دم بھرتے تھے لیکن دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا۔ ان ہی کے بارے میں حدیث ہذا میں یہ مضمون بیان ہوا۔ آج کل بھی ایسے لوگ بہت ہیں جو بے محل آیات قرآنی کا استعمال کر کے امت کے مسلمہ مسائل کے خلاف لب کشائی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت اس حدیث کے مصداق ہیں۔

(۵۰۵۹) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے حضرت انس بن مالک نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے بیٹھے لیموں کی سی ہے جس کا مزا بھی لذت دار اور خوشبو بھی اچھی اور وہ مومن جو قرآن پڑھتا تو نہیں لیکن اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہے لیکن خوشبو کے بغیر اور اس منافع کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحان کی سی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس منافع کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی سی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے (راوی کو شک ہے) کہ لفظ ”مر“ ہے یا ”خبیث“ اور اس کی بو بھی خراب ہوتی ہے۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَخْفِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ خَنَاجِرَهُمْ، يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الرَّيْشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ)). [راجع: ۳۳۴۴]

تَشْرِيحُ

۵۰۵۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأَنْزُجَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَعْمَلُ بِهِ كَالثَّمَرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ، أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ)).

باب قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے

۳۷- باب اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا

اِتْلَفْتُمْ قُلُوبَكُمْ

ذرا بھی دل میں اچاٹ ہو تو اس وقت کلام مجید نہ پڑھو۔

(۵۰۶۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جوئی نے اور ان سے حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگے، جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کر دو۔

۵۰۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا اِتْلَفْتُمْ قُلُوبَكُمْ، فَإِذَا اِخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ)).

[أطرافه في : ۵۰۶۱، ۷۳۶۴، ۷۳۶۵].

یہ ترجمہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن مجید اسی وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے ہوں، اختلاف اور فساد کی نیت نہ ہو۔ پھر جب تم میں اختلاف پڑ جائے اور تکرار اور فساد کی نیت ہو جائے تو اٹھ کھڑے ہو اور قرآن پڑھنا موقوف کر دو۔ اختلاف کر کے فساد تک نوبت پہنچانا کتنا برا ہے، یہ اس سے ظاہر ہے کاش موجودہ مسلمان اس پر غور کریں۔

(۵۰۶۱) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ممدی نے بیان کیا، ان سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جوئی نے اور ان سے حضرت جندب ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس قرآن کو جب ہی تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے یا لگے رہیں، جب اختلاف اور جھگڑا کرنے لگو تو اٹھ کھڑے ہو۔ (قرآن مجید پڑھنا موقوف کر دو) سلام کے ساتھ اس حدیث کو حارث بن عبید اور سعید بن زید نے بھی ابو عمران جوئی سے روایت کیا اور حماد بن سلمہ اور ابان نے اس کو مرفوع نہیں بلکہ موقوفاً روایت کیا ہے اور غندر محمد بن جعفر نے بھی شعبہ سے، انہوں نے ابو عمران سے یوں روایت کیا کہ میں نے جندب سے سنا، وہ کہتے تھے۔ (لیکن موقوفاً روایت کیا) اور عبد اللہ بن عون نے اس کو ابو عمران سے، انہوں نے عبد اللہ بن صامت سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا قول روایت کیا (مرفوع نہیں کیا) اور جندب کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

۵۰۶۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ أَبِي مَطِيْعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا اِتْلَفْتُمْ عَلَيْهِ قُلُوبَكُمْ، فَإِذَا اِخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ)). تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عَبِيدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ. وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَبَانٌ. وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَوْلَهُ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ، وَجُنْدُبُ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

[راجع : ۵۰۶۰]

(۵۰۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے،

۵۰۶۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،